تذکرہ

چمنستانِ شعرا

تالیف

لچھمی نرائن شفیق

مرتبہ

عطا کاکوی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تذکرہ

چمنستانِ شعرا

مؤلفہ

لچھمی نرائن شفیق صاحب

اورنگ آبادی

تلخیص و ترجمہ

مرتبہ

سید شاہ عطاالرحمن عطا کاکوی

رئیس ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی۔ پٹنہ

۱۹۶۸ء

۱۳۸۸ھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تاریخ اشاعت: دسمبر ۱۹۶۸ء

ناشر: عظیم الشان بک ڈپو
سلطان گنج، پٹنہ-۶

تعداد اشاعت: ۵۰۰

قیمت فی جلد: عـ/ - دو روپیا

کاتب: وصی احمد فرخ توحیدی

مطبع: دی آرٹ پریس
سلطان گنج، پٹنہ-۶

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عرضِ مرتب

بارہویں صدی کی آخری تہائی اردو شعرا کی تذکرہ نویسی کا زریں دور تھا، یہی زمانہ تھا جس میں اردو شاعری کی جوانی کا آغاز ہوا، اور لڑکپن کا مختصر زمانہ ختم ہوا۔ کہنے کو تو اردو کا ڈانڈا دورِ اکبری کیا دورِ خسروی سے ملا لیجیے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دورِ محمد شاہی ہی میں صحیح معنوں میں اردو شاعری پروان چڑھی۔ اس دور کے سب ممتاز شعرا فارسی گو تھے، اردو شاعری ان کی ثانوی مدخولہ تھی۔ ابھی پورے طور پر ریختہ گوئی نے ہمہ گیری اختیار نہیں کی تھی کہ صرف شمالی ہند ہی میں نہیں بلکہ دکن میں بھی اردو شعرا کے تذکرے قلمبند ہونا شروع ہوئے۔ اب تک کی تحقیق سے جو تذکرے دستیاب ہیں ان کی اولیت کا سہرا میرؔ ہی کو ہے جنہوں نے ۱۱۶۴ھ ـ ۱۱۶۵ھ میں تذکرہ نکات الشعرا لکھا۔ اس کے بعد گردیزی نے تذکرہ ریختہ گویاں (سنہ ۱۱۶۶ھ) اور قائمؔ نے مخزن نکات (سنہ ۱۱۶۸ھ میں) ادھر دکن میں بھی تین تذکرے اسی دور میں لکھے گئے۔ گلشن گفتار مؤلفہ حمید اورنگ آبادی (۱۱۶۵ھ) تحفۃ الشعرا مؤلفہ افضل بیگ قاقشال (۱۱۶۵ھ) ریاض حسنی مؤلفہ عنایت اللہ فتوت (۱۱۶۸ھ) یہ چھ تذکرے موجود تھے جبکہ چمنستان شعرا کی تالیف ہوئی۔ اس کے مؤلف لچھمی نرائن شفیق ہیں جنہوں نے اسے سنہ ۱۱۷۵ھ میں مرتب کیا۔ شفیق کو نہ تو اپنے ہموطن مؤلفین کے تذکروں کی اطلاع ملی اور نہ مخزن نکات قائم کی۔ صرف دو تذکرے یعنی نکات اور گردیزی اس کے ماخذ ہیں، ماخذ کیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حقیقت یہ ہے کہ انہی دو تذکروں پر اس کے چمنستان کی بنیاد ہے، زیادہ تر مواد اس نے انہی دونوں تذکروں سے لئے ہیں، حالات بھی اور کلام بھی، اِس کے علاوہ کچھ اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اور کچھ اور دیگر ذرائع سے شعرا کے حالات اور کلام جمع کئے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے پیش رووں سے تذکرہ نویسی کے فن میں سبقت لے گئے۔

مناسب ہے کہ مؤلف تذکرہ کی سوانح حیات اور ان کے علمی و ادبی کارناموں کا سرسری جائزہ لیا جائے۔

لچھمی نرائن جن کا تخلص فارسی میں شفیق اور اردو میں صاحب ہے، سنہ ۱۱۵۸ھ[۱] میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام منسا رام تھا جو خود آصف جاہی حکومت میں سررشتہ دار یا پیشکار رہنے کے باوجود صاحب تصنیف و تالیف بھی تھے۔ ان کی دو تصانیف ہیں ایک "مآثر نظامی" دوسرے "قانون دور آصفی"۔ اس حیثیت سے شفیق ایک پڑھے لکھے اور صاحب تصانیف گھرانے میں پیدا ہوئے اور میر غلام علی آزاد کی شاگردی سونے پر سہاگہ ہو گئی۔ شفیق اپنے شفیق استاد کے فیوض سے کافی بہرہ مند ہوئے۔ شعر و شاعری کے علاوہ ذوق تصنیف و تالیف خصوصاً تذکرہ نگاری استاد ہی کے فیض تربیت کی رہین منت ہے۔

شفیق نے علوم متداولہ یعنی صرف و نحو انشا وغیرہ حاصل کرنے کے بعد کم سنی ہی میں شعر و شاعری کا ذوق پیدا کر لیا تھا، اور گیارہ سال کی عمر میں شاعری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۱۔ مطبوعہ نسخہ انجمن میں سنہ ۱۱۸۵ھ غلط ٹائپ ہو گیا ہے۔

کرنے لگے تھے۔ جب کچھ استعداد بڑھی تو پہلا کہا ہوا کلام ضایع کر دیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں صاحب دیوان بھی ہو چکے تھے اور خود کئی شاعروں کے استاد بھی تھے۔ شفیق تخلص آزاد کا عطیہ ہے۔ فارسی کا کلام کمیاب ہے۔ اردو کا کلیات مرتب ہے۔ شاعری کا پایہ گو بلند نہ سہی مگر فن کی دانست اور پرگوئی کا پتا چلتا ہے۔ خوشگو شاعروں میں ان کا شمار ہو سکتا ہے۔ شاعری تو خیر اس دور کے ہر پڑھے لکھے کا اوڑھنا بچھونا تھی، شفیق بہ حیثیت تاریخ نویس اور تذکرہ نگار بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف کا سرسری جائزہ بے محل نہ ہوگا۔

(۱) حقیقت ہائے ہندستان[۱] - (۱۲۰۴ھ) نام تاریخی۔ شفیق کے والد رائے منسا رام نے چند طباق اپنے والد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے شفیق کے پاس بھیج دئے۔ ان پر آصف جاہ اول کے دستخط ثبت تھے۔ ان میں سالہا سال کے آمد و خرچ کا حساب سرکاری تھا۔ شفیق نے ان کو از سر نو مرتب کر کے اور مفید معلومات کا اضافہ کر کے مرتب کیا۔

(۲) بساتط الغنایم (۱۲۱۴ھ) نام تاریخی۔ یہ مرہٹوں کی تاریخ ہے۔ اس کا ایک حصہ کسی دوسرے مرہٹی تاریخ کا ترجمہ بھی ہے۔

(۳) مآثر آصفی (۱۲۰۸ھ)۔ خاندان آصف جاہ کی تاریخ ہے ضمنی طور پر حملہ مرہٹہ اور دیگر ضروری تاریخی حالات بھی درج ہیں۔

(۴) تنمیق شگرف (۱۲۰۰ھ) تاریخی نام ہے۔ دکن کی تاریخ ہے۔ مختلف صوبوں کے جغرافیائی حالات اور اعداد و شمار ہیں۔

---

[۱] مطبوعہ نسخے میں [illegible] پڑھا جائیں۔ [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

(۵) حالات حیدر آباد (۱۲۱۴ھ) - اِس میں حیدر آباد کی عمارتوں کا جائزہ ہے۔

(۶) مآثر حیدری - شاہان میسور یعنی حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کا تذکرہ۔[1]

(۷) چمنستان شعرا (۱۱۷۵ھ) نام تاریخی - دوسو سے اوپر شعرائے ریختہ کا تذکرہ۔

(۸) گلِ رعنا (۱۱۸۱ - ۱۱۸۳ھ) ہندوستان کے فارسی شعرا کا کار آمد تذکرہ دو حصوں میں - پہلا حصہ شعرائے مسلم دوسرا حصہ شعرائے ہنود۔

(۹) شام غریباں (۱۱۸۲ھ) وہ ایرانی شعرا جو ہندوستان آئے، ان کا تذکرہ - اِس کا ایک ناتمام نسخہ علی گڑھ میں ہے۔

(۱۰) کلیات اردو۔

(۱۱) مثنوی تصویر جاناں - یہ مثنوی الگ سے خواجہ حمید الدین شاہد نے مرتب کی ہے - صفحات ۶۹، مقدمہ ۱۴ صفحات - مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کے زیر اہتمام چھپی ہے۔

ان تصانیف سے شفیق کے علمی و ادبی شغف کا اندازہ ہوگا۔

اب زیر نظر تذکرہ "چمنستان شعرا" پر ایک نظر ڈالی جائے۔

یہ تذکرہ شفیق نے اس وقت لکھا جبکہ ان کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ شمالی ہند کے شعرائے ریختہ کا کلام دکن میں مشکل سے دستیاب ہوتا تھا۔ جب عزلت ۱۱۶۴ھ میں دہلی گئے تو شعرائے دکن کے کلام کی ایک بیاض ان کے ساتھ تھی - اسی سے میر، گردیزی اور قائم نے دکنی شعرا کا حال اپنے تذکروں میں شامل کیا - واپسی پر قائم کا تو نہیں، مگر میر اور گردیزی کے تذکرے وہ لیتے آئے ہوں گے، اسلئے کہ ان دونوں تذکروں کے ترقیمے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ۱۱۷۲ھ

---

[1] اس اطلاع کیلئے دیکھئے مخطوطات تاریخی شمس اللہ قادری ص ۱۲ یہ ضمن گل رعنا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں عزلت نے ان دونوں تذکروں کی کتابت حیدر آباد میں کرائی تھی۔ یہ تذکرے شفیق کے بھی ہاتھ لگے اور انہوں نے ان ہی تذکروں پر اپنے تذکرہ چمنستان شعرا کی بنیاد رکھی اور جہاں جہاں انہوں نے ان کے اقتباسات لئے ہیں فراخدلی سے ان کا اظہار کر دیا ہے۔ شمالی ہند کے شعرا کے حالات اور کلام شفیق نے ان ہی دونوں ماخذوں سے لئے ہیں۔ دکنی شعرا کے حالات زیادہ تر انہوں نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر لکھے ہیں۔ اکثر شعرا سے ان کے روابط گہرے تھے۔ بعضوں کے یہاں آنا جانا ہوتا تھا۔ کتنے شعرا خود ان سے ملنے ان کے گھر آتے تھے۔ ان سب تعلقات کا ذکر شفیق نے بڑی صراحت سے کیا ہے۔ شعرا سے متعلق شفیق کی تنقیدی رایوں میں اعتدال پایا جاتا ہے لہجے میں سلامت روی ہے۔ اگر کہیں کسی کے شعر میں کچھ سقم نظر آیا تو اس کے بدلے میں اپنا مصرع بھی دبی زبان سے لکھ جاتے ہیں مگر میر کی طرح تعلی کی نہیں لیتے۔ ہاں ایک جگہ البتہ وہ حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور وہ معاملہ یقین کا ہے۔ یقین کے قادر الکلام شاعر ہونے میں کلام نہیں، مگر یہ مبالغہ ہے کہ ان کے ٹکر کا کوئی شاعر نہ شمالی ہند میں تھا اور نہ دکن میں یہ بیجا طرفداری ہے۔ گمان ہوتا ہے کہ یقین کے بارے میں میر نے جو کیچڑ اچھالی تھی یہ اسی کا رد عمل ہے۔ یقین پر جو میر نے سرقہ کا الزام عاید کیا ہے اس پر شفیق برافروختہ ہو کر بڑی لمبی بحث چھیڑ دیتے ہیں اور سیکڑوں اشعار سند میں پیش کر کے اس بیجا اعتراض کی تردید کرتے ہیں۔ اس سے شفیق کی وسعت مطالعہ اور ژرف نگاہی کا پتا چلتا ہے۔ یہ فیض ہے ان کے استاد غلام علی آزاد کی تربیت کا۔

یہ تذکرہ مختلف حیثیتوں سے اہمیت رکھتا ہے۔ شفیق اپنے پیش رووں پر سبقت لے گیا ہے۔ اس کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن نے اسے مولوی عبدالحق کے ایک پرمغز مقدمہ کے ساتھ سنہ ۱۹۲۸ء میں شائع کیا۔ مطبوعہ نسخہ واحد مخطوطہ پر مبنی ہے جو کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ اس کا کوئی دوسرا نسخہ اب تک دستیاب نہیں ہوا۔ یہ نسخہ کرم خوردہ اور ناقص تھا۔ بڑی محنت سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اس کی تصحیح کی گئی۔ اس پر بھی بعض عبارتیں گنجلک اور غیر واضح رہ گئیں۔ مطبوعہ نسخہ ٹائپ کے ۵۶۵ صفحات کو محیط ہے۔ دیباچہ اور فہرست کے صفحات الگ ہیں۔ اس کی طباعت کو چالیس سال ہو گئے۔ اب مطبوعہ نسخے بازار میں مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں، اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ اس کو پھر منظر عام پر لایا جائے دور حاضر کے مذاق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو اردو کا جامہ پہنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ بیجا ضخامت کو کم کرنے کے خیال سے اشعار حذف کر دئے گئے صرف ان کی تعداد ہر شاعر کے ترجمہ کے بعد بتا دی گئی ہے۔ جہاں غیر ضروری باتیں ملیں ان کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے ورنہ اور کسی قسم کی کوئی ترمیم روا نہیں رکھی گئی۔ ہاں ترتیب میں ایک ترمیم ضرور کر دی گئی ہے۔ چمنستان کی ترتیب میں شفیق نے اپنی ایک اپج رکھی تھی یعنی اس میں شعرا کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے نہیں بلکہ حروف جمل (ابجد) کے اصول پر تھے۔ ایسی صورت میں کسی خاص شاعر کے حالات دیکھنے میں مشکل پیش آتی تھی، میں نے ترتیب عام تذکروں کی طرح حروف تہجی کے اصول پر کر دی ہے تاکہ تراجم کی تلاش میں ذہن پر بار نہ پڑے اور آسانی سے مطلوبہ شاعر کے حالات مل سکیں۔ امید ہے کہ میری یہ کوشش مشکور ہوگی۔

عطا کاکوی

عطا منزل سلطان گنج

پٹنہ۔ ۶

یکم دسمبر ۱۹۶۸ء

م

۱۰ ررمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیباچۂ مؤلف

بعد حمد و نعت خوان فصاحت کا ریزہ چیں بندہ لچھمی نرائن جو ریختہ میں صاحب اور فارسی میں شفیق تخلص رکھتا ہے، بارہ سال کے سن ہی سے مشق سخن فارسی کرتا تھا، ریختہ کی طرف رغبت نہ تھی، بلکہ ہر طرح اس کو حقیر سمجھتا تھا، ناچیز کو شعر و سخن سے کیا واسطہ کہ اس پر ناز کرے اور اپنی ہیچمدانی کو اس فن سے کیا مناسبت جو اس پر فخر کرے۔ جب احباب کی صحبت میں ریختہ گوئی کی بساط بچھی تو سخت غور و فکر میں پڑ گیا اور تامل کرنے لگا کہ کیا کرے۔ دل میں یہ خیال گذرا کہ "شاعری یا تو ذی ہوش لوگوں کی طرح کرو ورنہ جانوروں کی طرح خاموش رہو"۔ آخر کار صحبت کا اثر یہ ہوا کہ طبیعت میں ولولہ پیدا ہوا نوبت یہاں تک پہنچی کہ دن رات بس ریختہ گوئی کا مشغلہ ہو گیا اور سوائے اس فن کے مطالعہ کے اور سب کام فراموش ہو گئے۔ اسی عرصہ میں میر محمد تقی میر کا تذکرہ نکات الشعرا اور فتح علی خاں کا تذکرہ (ریختہ گویاں) ہندوستان سے تازہ تازہ موصول ہوا اور ان کا بڑا شہرہ ہوا۔ ایک عالم کو اشعار ہند کے مطالعہ کا اشتیاق ہوا۔ چونکہ اہل دکن کی ان اشعار تک رسائی دشوار تھی، دل میں خیال کیا کہ ان دونوں تذکروں سے اشعار لے کر اور ان میں اور دوسرے شعرا کے کلام کا اضافہ کر کے ایک سفینہ کے طور پر مرتب کر دوں تاکہ انیس یکتائی اور ہمدم تنہائی ہو۔ اسی ذریعہ سے بعض احباب کے حالات بھی قلمبند ہو جائیں گے۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا بلکہ یہاں تک اصرار ہوا کہ انکار کی کوئی صورت ہی نظر نہ آئی۔ آخر کار لکھنے بیٹھ گیا اور خود کو مخاطب کر کے کہا کہ اے صاحب! جب یہ خیال تیرے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دل میں بیٹھ گیا ہے تو ذرا ہوش گوش سے کام لینا کہ سگ طبینت شکاری تاک میں ہیں، اور نکتہ چیں اور عیب بیں غلطیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ راقم کا اس تذکرہ کی تالیف سے اور کوئی مقصد نہیں، سوائے اِس کے کہ اِس کے ذریعہ شعرا کے دواوین سے بے نیازی ہو جائے اور احباب کے حالات قلمبند ہو جائیں، لیکن سخن چینوں اور حرف گیروں کی عیب جوئی کا خیال کر کے دل کانپتا ہے۔ جب یہ تذکرہ ۱۱۷۵ھ میں تکمیل کو پہنچا اور شعرا کے احوال کی ترتیب قاعدہ جمل سے کی گئی تو اِس کا تاریخی نام "چمنستان شعرا" رکھا اور اس کا قطعۂ تاریخ تالیف اِس طرح لکھا ؎

این نامہ را بایدیدن ؛ کردم انشا حال فصحا
نام و تاریخش را صاحب ؛ گفتم "چمنستان شعرا"
۱۱۷۵ھ

سخن سنجوں سے امید ہے کہ اگر کوئی غلطی ملاحظہ کریں تو چشم پوشی کریں اور اگر کہیں سہو ہو تو اصلاح سے نوازیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فہرست شعرا

شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱	آرزو	سراج الدین علی خاں	۱۷
۲	آبرو	شیخ نجم الدین	″
۳	اشتیاق	شاہ ولی اللہ	۱۸
۴	امید	قزلباش خاں	″
۵	انسان	اسدیار خاں	″
۶	انجام	امیر خاں	۱۹
۷	احمدی	۰	″
۸	آزاد	محمد فاضل	″
۹	آشنا	زین الدین	″
۱۰	آزاد	میر محمد کاظم	۲۰
۱۱	آگاہ	۰	″
۱۲	الہام	فضائل بیگ	″
۱۳	احسن	۰	″
۱۴	ایجاد	نقد علی خاں	″
۱۵	اشرف	۰	۲۰
۱۶	ارشد	میر غلام علی	۲۱
۱۷	اقدس	میر ابدال علی	″
۱۸	انور	غلام محمد خاں	″
۱۹	ایوب	میر ایوب	″
۲۰	انجم	فتح یار بیگ	۲۲
۲۱	اختر	شاہ عبداللہ	″
۲۲	افسق	میر غلام حسین	″
۲۳	بیدل	مرزا عبدالقادر	۲۳
۲۴	بہار	لالہ ٹیک چند	″
۲۵	بیرنگ	دلاور خاں	″
۲۶	بیتاب	محمد اسمٰعیل	۲۴
۲۷	بیدار	۰	″
۲۸	بے نوا	۰	″

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۲۹	پیام	شرف الدین علی خاں	۲۴	۴۷	جرأت	میر شبیر علی	۲۸
۳۰	بسمل		"	۴۸	جعفر	جعفر زٹلی	۲۹
۳۱	پاکباز	صلاح الدین	۲۵	۴۹	حزیں	میر محمد باقر	۳۱
۳۲	بیان	خواجہ احسن اللہ	"	۵۰	حاتم	شیخ محمد حاتم	۳۲
۳۳	بیکل	میر عبدالوہاب	"	۵۱	حشمت	.	"
۳۴	بیجان	لالہ جے کشن	"	۵۲	حشمت	سید محتشم علی خاں	"
۳۵	پروانہ	پروانہ شاہ	۲۶	۵۳	حسن	میر محمد حسن	۳۳
۳۶	بھید	میر نوازش خاں	"	۵۴	حسیب	محمد حسیب	"
۳۷	پنچھی	میاں حکیم الدین خاں	"	۵۵	حاجی	حاجی حسن علی	"
۳۸	پناہ	محمد پناہ	"	۵۶	حسن	.	۳۵
۳۹	بندہ	میر محمد میر	"	۵۷	خسرو	.	"
۳۹ (الف)	بیخود	محمد حسین	"				
۴۰	برہان	.	"	۵۸	خاکسار	محمد یار	۳۶
۴۱	بیچارہ	.	۲۷	۵۹	خوشنود	.	"
۴۲	تاباں	میر عبدالحی	"	۶۰	دردمند	محمد فقیہہ	"
۴۳	تمکین	میاں صلاح الدین	۲۸	۶۱	دانا	فضل علی	۳۷
۴۴	تجرد	میر عبداللہ	"	۶۲	درد	خواجہ میر	"
۴۵	ثاقب	.	"	۶۳	درد	کرم اللہ خاں	۳۸
۴۶	جگن	میاں جگن		۶۴	اردو	میر اردو	"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۶۵	دولت	میر دوست علی	۳۹	۸۳	سامان	میر ناصر	۴۷
۶۶	داغ	لالہ نہال کرن	۴۰	۸۴	سراج	میر سراج الدین	″
۶۷	ذہین	میر محمد مستند	″	۸۵	ساعی	شیخ غلام قادری	۴۸
۶۸	راقم	بندرا بن	″	۸۶	سعید	میر محمد سعید	۴۹
۶۹	رسوا	۔	۴۱	۸۷	شوق	حسن علی	″
۷۰	رحیم	عبدالرحیم	۴۲	۸۸	شاغل	۔	″
۷۱	رنگین	نورالدین حسین خاں	″	۸۹	شاعر	میر سعید محمد	″
۷۲	رنگین	لالہ چند	۴۳	۹۰	شرافت	سید شرف الدین	۵۱
۷۳	رضا	لاہوری	″	۹۱	شورش	مرزا منعم	″
۷۴	رضا	محمد رضا بیگ	″	۹۲	شوریدہ	شیخ سلطان الدین	۵۲
۷۵	رونق	۔	″	۹۳	شیفتہ	۔	″
۷۶	زکی	جعفر علی خاں	″	۹۴	صالح	محمد نظام الدین احمد	″
۷۷	زانی	پیر خاں	″	۹۵	صنعت	مغل خاں	۵۳
۷۸	سودا	مرزا محمد رفیع	۴۵	۹۶	صابر	میر سید محمد صابر	″
۷۹	سجاد	میر سجاد	۴۶	۹۷	صادق	۔	۵۴
۸۰	سعدی	۔	″	۹۸	صاحب	لچھمی نرائن	″
۸۱	سلام	نجم الدین علی خاں	″	۹۹	ضیا	محمد ضیاء الدین	۵۵
۸۲	سعادت	سعادت اللہ خاں	″	۱۰۰	ضیا	محمد عطا	″

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱۰۱	طالع	میر شمس الدین	۵۵	۱۱۹	عاشق	مرزا عاشور بیگ	۶۱
۱۰۲	طپش	میرزا محمد اکبر	"	۱۲۰	عشق	مرزا جان اللہ	"
۱۰۳	ظاہر	خواجہ محمد خان	۵۶	۱۲۱	غریب	محمد امان اللہ	"
۱۰۴	ظہور	شیو سنگھ	"	۱۲۲	غلام	سید غلام	"
۱۰۵	عاصی	خواجہ برہان الدین	"	۱۲۳	فنان	اشرف علی خان	۶۲
۱۰۶	عزیز	شاہ عزیز اللہ	"	۱۲۴	فضلی	شاہ فضل	"
۱۰۷	عمر	معتبر خان	"	۱۲۵	فدا	۰	"
۱۰۸	عمدہ	سیتا رام	"	۱۲۶	فخری	۰	"
۱۰۹	عراقی	۰	۵۷	۱۲۷	فردی	۰	"
۱۱۰	عارف	محمد عارف	"	۱۲۸	فقیر	میر ہاشم	"
۱۱۱	عارف	محمد عارف	"	۱۲۹	قائم	محمد قائم	"
۱۱۲	عشاق	۰	"	۱۳۰	قدرت	میر قدرت اللہ	"
۱۱۳	عاجز	۰	۵۸	۱۳۱	قدر	۰	"
۱۱۴	عطا	محمد عطا	"	۱۳۲	قاسم	شاہ قاسم	۶۳
۱۱۵	عاشق	میر یحیی	۵۹	۱۳۳	قاسم	۰	"
۱۱۶	عزلت	سید عبد الولی	"	۱۳۴	قادری	۰	"
۱۱۷	عاجز	عارف اللہ خان	۶۰	۱۳۵	قربان	مرزا عزت بخش	"
۱۱۸	عاصی	نور محمد	۶۱	۱۳۶	قمر	میرزا رضا بیگ	"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱۳۷	کمترین	میاں کمترین	۶۳
۱۳۸	کلیم	محمد حسین	″
۱۳۹	کافر	میر علی تقی	″
۱۴۰	کامیاب	میر اولاد محمد	۶۴
۱۴۱	کمال	۰	″
۱۴۲	کمتر	میرزا مغل	″
۱۴۳	کلاں	میر کلاں	۶۵
۱۴۴	گرامی	میرزا گرامی	″
۱۴۵	گھاسی	میر گھاسی	″
۱۴۶	گھن	میر بدر الدین	″
۱۴۷	لسان	میر کلیم اللہ	″
۱۴۸	لطفی	۰	۶۶
۱۴۹	لالہ	لالہ سروبجی رائے	″
۱۵۰	محمد شاہ	۰	″
۱۵۱	مظہر	میرزا جانجاں	″
۱۵۲	مضمون	شیخ شرف الدین	۶۸
۱۵۳	میر	میر محمد تقی	۶۹
۱۵۴	میر	محمد میر	۷۰
۱۵۵	معز	میرزا معز الدین	۷۰
۱۵۶	مخلص	رائے آنند رام	۷۱
۱۵۷	محسن	میر محمد محسن	″
۱۵۸	میران	میر میران	″
۱۵۹	موزوں	نواب ذوالفقار الدولہ	۷۲
۱۶۰	موزوں	میر رحم علی	″
۱۶۱	موزوں	رام نرائن	″
۱۶۲	مزمل	محمد مزمل	″
۱۶۳	مہدی	میر مرتضیٰ	″
۱۶۴	متین	میر مہدی	۷۳
۱۶۵	مراد	میر منو	″
۱۶۶	مہرباں	میر عبدالقادر	″
۱۶۶ (الف)	محرم	محمد ماہ	۷۵
۱۶۷	مضطر	شیخ احمد	۷۶
۱۶۸	مقدس	محمد جان	″
۱۶۹	میرزا	میرزا محمد بیگ	″
۱۷۰	مہر	مہر علی	۷۷
۱۷۱	مبتلا	الف خاں	″

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱۷۲	منصور	میر منصور	۷۷	۱۹۰	نادر	شیخ نور الدین	۸۲
۱۷۳	میر	سید شاہ میر	"	۱۹۱	نیاز	محمد علی	"
۱۷۴	مہتاب	لالہ موہن لال	۷۸	۱۹۲	ولی	۔	"
۱۷۵	مشہور	۔	"	۱۹۳	وفا	۔	۸۴
۱۷۶	مشتاق	۔	"	۱۹۴	واقف	میاں نور العین	"
۱۷۷	منعم	محمد منعم	"	۱۹۵	واحد	میر جعفر اللہ	"
۱۷۸	محمود	۔	"	۱۹۶	ہدایت	ہدایت اللہ	۸۵
۱۷۹	ملک	۔	"	۱۹۷	ہادی	عبد الہادی	"
۱۸۰	مقصود	میر مقصود علی	"	۱۹۸	ہوشی	غلام امام الدین علی	"
۱۸۱	ناجی	محمد شاکر	"	۱۹۹	ہاشم	۔	۸۶
۱۸۲	نثار	میر عبد الرسول	"	۲۰۰	ہاتفی	۔	"
۱۸۳	ناصر	نواب نظام الدولہ	"	۲۰۱	یقین	انعام اللہ خاں	"
۱۸۴	نثار	میرزا احمد خاں	۷۹	۲۰۲	یکرنگ	مصطفی خاں	۸۹
۱۸۵	نیاز	نیاز مند خاں	۸۰	۲۰۳	یکرو	عبد الوہاب	"
۱۸۶	ندرت	میر نجف علی	"	۲۰۴	یکدل	میر عزت اللہ	"
۱۸۷	نصرتی	۔	"	۲۰۵	یونس	۔	"
۱۸۸	ناطق	میر محمد ماہ	۸۱	۲۰۶	یار	نواب منور الدولہ	"
۱۸۹	نجات	میرزا عتیق اللہ	"				

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چمنستانِ شعرا

۱۔ آرزو۔ سراج الدین علی خاں۔ مجلس میں ان کی گرم گفتاری باعث رونق اور الفاظ تازہ اور مضامین دلچسپ کی تلاش میں ان کا قدم بہت تیز تھا۔ ان کی پیدائش اکبرآباد میں ہوئی اور فکر سخن بھی وہیں کرتے تھے۔ ان کے خیالات رنگین ہوتے ہیں اور سخن دلنشیں۔ ہندوستان میں ان کے ایسا طبل خوش الحان کم ہی پیدا ہوا ہوگا۔ اور ملک دکن میں تو ان کے ایسا تا کوئی نہیں۔ معانی اور الفاظ پر جیسا کہ چاہیے پوری قدرت حاصل ہے۔ غزل کہنے میں سخت جاں کاہی سے کام لیتے ہیں اور ریختہ گوئی میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ان کی طبع رسا نے کتنی حیات پرور کتابیں لکھیں اور ان کے قلم نے دیگر شعرا کے نقائص پر افگندہ نقاب کر دئے۔ معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۶۹ھ میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔ ان کی وفات کی تاریخ حضرت میر صاحب قبلہ میر غلام علی آزاد مدظلہ العالی نے کہی

بگو آں جانِ معنی آرزو رفت (۱۳۰ اشعار)

۲۔ آبرو۔ شیخ نجم الدین۔ بزم سخن کی آبرو اور اس فن کے معرکہ میں سرخرو۔ گوالیار نے ان کے سخن سے آب و رنگ پایا۔ ان کی زندگی ایک مدت تک نارنول میں بسر ہوئی۔ ان کے کلام میں معنی یابی ہے اور ان کے اشعار سامعین کے پسند خاطر ہوتے ہیں۔ جو سخن فہم صاحب انصاف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں ان کے اشعار میں متانت الفاظ اور نزاکت معنی پاتے ہیں۔ ۱۰ اشعار میں

ایہام بنایت ہے۔ مرزا رفیع سوداؔ اپنے ایک قطعہ میں ان کا ذکر اس طرح کرتے ہیں ؎

نہ مل کم ظرف سے ہرگز بقولِ آبرو سوداؔ
کسے برداشت ہے ناحق اُٹھاوے کون نکتوڑا

کہا جاتا ہے کہ عہد محمد شاہ میں زندہ تھے۔ ان کی ایک مثنوی آراستگیٔ معشوق کی ترغیب میں ہے جس میں سو اشعار ہوں گے، نظر سے گذری۔ اس کا مطلع یہ ہے ؎

ہے سزاوار ثنا وہ باکمال ۞ جلوہ گر جس نے کیا حسن و جمال

حقیقت یہ ہے کہ شاعر شیریں گفتار اور معنی یاب خیال متین ہیں۔ سراج الدین علی خاں آرزوؔ کے شاگرد ہیں اور نہایت آب و تاب کے ساتھ نظم میں موتی پروتے ہیں۔ ان کے دیوان کا انتخاب نظر سے گذرا۔ (۱۷ اشعر)

۳۔ **اشتیاق**۔ شاہ ولی اللہ نام ہے۔ پرمعانی اشعار کہنے کا بہت شوق ہے۔ فارسی میں اور شعرا سے سبقت رکھتے ہیں۔ نئے الفاظ و معانی تازہ جیسا کہ چاہیئے قدرت حاصل ہے۔ (۷ شعر)

۴۔ **امید**۔ قزلباش خاں عدیم المثال شاعر ہیں۔ ان کا اصلی نام میرزا محمد رضا اور شاہ عالم کے عہد سے قزلباش خاں کا خطاب ہے۔ نکتہ پردازی میں ابر کے مانند موتی برساتے ہیں۔ ۱۱۵۹ھ میں اکبرآباد میں فوت ہوئے۔ حضرت میر صاحب قبلہ نے تاریخ وفات کہی جس کا مادہ ہے ــــ
"جاں دادہ قزلباش خاں"۔ (۲ شعر)

۵۔ **انسان**۔ اسد یار خاں محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں بڑی نیت
کے ساتھ زندگی گذارتے تھے اور وہیں شعر و شاعری کا سلسلہ تھا۔ اسی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چمن کے بلبل اور اسی باغ کے عندلیب ہیں۔ فردوس آرامگاہ کے عہد میں ہفت ہزاری منصب پر فائز تھے اور مدح سرائی میں کوشاں رہتے۔ قیام اکبرآباد میں تھا۔ اور یہیں اپنے قلم کے جوہر دکھلاتے۔ ان کے اشعار فقیر کو نہ مل سکے۔ تذکرہ میر د گردیزی سے دو شعر لکھے جاتے ہیں۔ (۲ شعر)

۶۔ **انجام** ۔ امیر خاں انجام ولد میر میران امیر خاں یزدی ناظم کابل بڑے معنی یاب بے نظیر اور عدیم المثل شاعر ہیں۔ کلام میں معانی تازہ رہتا ہے اور الفاظ سنجیدہ و پاکیزہ ہوتے ہیں۔ فارسی شعرا کے تذکروں میں ان کے احوال تفصیل سے درج ہیں۔ ۱۱۵۹ھ تاریخ وفات ہے۔ راقم نے تاریخ وفات کہی ۔ "جاں داد امیر خاں انجام"، (اس میں ایک عدد کا تخرجہ ہے۔ (۲ شعر)

۷۔ **احمدی** ۔ دور قدیم کے اچھے شاعروں میں ہیں۔ کلام بھی پرانے طرز پر ہوتا ہے۔ وطن گجرات ہے۔ (۱ شعر)

۸۔ **آزاد** ۔ محمد فاضل۔ وطن دکن۔ پرانے شاعروں میں۔ دلّی کے عہد میں زندہ تھے اور اپنے کو ان کا شاگرد بتاتے ہیں۔ ولی کہتے ہیں۔

آزاد سے سنا ہے یہ مصرعہ مناسب

جس سے کہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

یہ شاعر بلند پرواز ہیں۔ معانی کو لباس رنگیں میں پیش کرتے ہیں۔ (۱ شعر)

۹۔ **آشنا** ۔ زین العابدین۔ شاعری کا بڑا شوق ہے اور مضامین نا آشنا کو اشعار میں قلمبند کرتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی پیدائش ہوئی اور یہیں نشوونما ہوئی۔ زلف سخن کی مشاطگی کرتے ہیں اور کلام کو معانی سے روشن۔ (۲ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۰- آزاد - میر محمد کاظم - میدان سخن طرازی میں آوارہ - زین العابدین آشنا کے برادر حقیقی - اشعار پُر معانی کہتے ہیں - (۱ شعر)

۱۱- آگاہ - ہندوستان کے شاعروں میں ہیں اور شاعری سے پوری واقفیت رکھتے ہیں - کلام پاکیزہ و استوار ہے - بڑی خوبی اور صفات کے حامل ہیں - صلاحیت اور تقویٰ چہرے سے ظاہر ہوتا ہے - کلام پر کیف ہوتا ہے - (۱ شعر)

۱۲- الہام - فضایل بیگ - اِس سرزمین کے اچھے شاعروں میں ہیں - کلام درجہ الہام تک پہنچتا اور اپنے ہم عصروں پر گستاخی کی حد تک اپنے فضائل پر ناز کرتے ہیں - کلام میں شوخی پائی جاتی ہے - (۲ شعر)

۱۳- احسن - نکتہ سنجی میں یگانہ اور تلاش معانی میں چابکدست کلام میں ایہام ہوتا ہے - آبرو کے عہد میں ظاہرا سب پر فوقیت رکھتے اور ہم عصر شعرا میں اپنے کو معزز سمجھتے ہیں - کلام پر معانی و رنگین ہوتا ہے - (۳ شعر)

۱۴- ایجاد - نقد علی خاں - کلام میں رنگینی ہے - فارسی شعر بڑی خوبی سے کہتے ہیں - آجکل گردش زمانہ سے نواب نظام الدولہ بہادر کے لشکر میں زندگی گذار رہے ہیں - ان کے حالات تفصیل کے ساتھ تذکرہ سرو آزاد میں ہیں - (۴ شعر)

۱۵- اشرف - ولی کے معاصر ہیں - چنانچہ ولی نے ان کے مصرعہ پر تضمین کی ہے سہ

اشرف کا یو مصراع ولی مجھ کو ہے دلچسپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

الفت ہے دل و جاں کو مرے پیتم نگرسوں - (۲ شعر)

۱۶ - ارشد - میر غلام علی - اجین کے رہنے والے، خوش محاورہ اور رنگین مزاج ہیں۔ چند مدت سے آب و دانہ کی بنا پر اس شہر میں مسکن بنائے ہوئے ہیں۔ راقم سے خلوص رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔ ان کے اشعار کثرت سے ہیں۔ خاص کر منقبت کہتے ہیں۔ عزیزوں کی فرمائش پر کبھی کبھی ریختہ بھی کہتے ہیں۔ غرض دلچسپ اور قابل آدمی ہیں۔ دوستی کے قابل۔ (۷ شعر)

۱۷ - اقدس - میر ابدال علی۔ اقدس تخلص۔ شاعری کم کرتے ہیں اور ابھی تک اسی زمین خجستہ بنیاد میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ راقم نے ان سے ملاقات کی ہے۔ (۴ شعر)

۱۸ - انور - غلام محمد خاں انور تخلص طبیعت رسا ہے۔ علم رمل اور تصویر تراشی میں حاجی میر علی اکبر رمال کے شاگرد ہیں۔ آجکل راقم سے خلوص اور یکدمی بغایت ہے۔ چنانچہ روزانہ غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ شاعری میں فقیر سے اصلاح لیتے ہیں۔ (۱۷ شعر)

۱۹ - ایوب - میر ایوب۔ ایوب تخلص۔ رنگین خیال و خوش مقال ہیں۔ مشق سخن میرے مشورے سے کرتے ہیں اور حیدرآباد کے ریختہ گویوں پر حاوی ہیں۔ باوجود کم سنی صاحب اخلاق ہیں اور شعر فہمی میں کافی دستگاہ ہے۔ حیدر میں پیدا ہوئے مگر شاعری اورنگ آبادی شعرا کے حلقہ میں کرتے ہیں۔ راقم سے ربط خاص تھا۔ اور روزانہ تشریف لاکر عزت افزائی کرتے تھے۔ خدا سلامت رکھے۔ ان کی شاعری روح پرور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہوتی ہے۔ (۱۱ شعر)

۲۰- انجم - فتح یاب بیگ خاں - افضل بیگ خاں کے بھانجے۔ پیر عقل، سنجیدہ جوان اور خوش خلق ہیں۔ اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ سخن آرائی میں مشغول رہتے ہیں۔ (۲ شعر)

۲۱- احقر - شاہ عبداللہ۔ کھتری قوم کے نو مسلم تھے۔ کچھ دنوں سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور شاہ شریف قدس سرہٗ کی خدمت میں مسلک فقر اختیار کیا۔ آجکل مجھ فقیر سے بھی ربط ہے۔ میرے اشعار سُنے اور اپنے اشعار بھی سُنائے۔ مرثیہ خوب کہتے ہیں اور تفنن طبع کے طور پر ریختہ کہتے ہیں۔ (۲ شعر)

۲۲- افسق - میر غلام حسین۔ اِس دور کے شاعر ہیں۔ ان کے مزاج میں ہجو بہ غایت تھا۔ عوام میں مشہور ہو گئے۔ اشعار میں زٹلی شاعر کا تتبع کرتے ہیں اور اکثر ہزل گوئی کی طرف طبیعت ان کی مائل ہے۔ ان کے کلام سے خوش طبعی ظاہر ہوتی ہے اور ان کا فراج ان کے تخلص سے نمایاں ہے۔ کاشکے ان کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوتا اور ان کے اشعار رنگین آفتاب کی طرح ان کے سینہ سے روشن ہوتے۔ انشاء اللہ اس طریقہ سے وہ رفتہ رفتہ تائب ہو جائیں گے اور اپنا تخلص ہدایت رکھیں گے۔ جیسا کہ خود کہتے ہیں ؎

ہے یہی افسوس دل کو ملے ہدایت تو بتا
افسق اپنا نام رکھوایا نہ ہوتا کاشکے

خدا اس کی توفیق دے۔ آجکل راقم سے ربط ہے۔ چنانچہ اپنا دیوان خود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اپنے قلم سے تحریر کرکے میرے پاس لائے۔ فقیر نے بھی ان کے خلوص کو

مدنظر رکھ کر منظور کیا۔ ان کے اشعار میں دو (چار شعر) روزمرہ کے قبیل سے صاف ہے۔ (۶ شعر)

۲۳۔ بیدل۔ مرزا عبدالقادر۔ صاحب معانی سخندانی۔ نازک خیالی ان کے دم سے فروغ یاب۔ اور شیریں مقالی ان کے نغمہ سے سیراب۔ زمانہ نے ایسا بلند خیال آج تک نہیں دیکھا۔ اور فلک نے ایسا شیریں مقال نہ سُنا۔ ان کی طبیعت کو اگر چشمۂ زندگانی کہیں تو بجا ہے، کیونکہ سخن کی زندگی ان کے دم سے قائم ہے اور ان کے قلم کو ابر نیساں سمجھیں تو روا ہے کہ ہر نقطہ گوہر کے مانند ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اس پایہ کا سخنور پیدا نہیں ہوا۔ اور قدرت نے ایسا مصور سخن آج تک نہ بنایا۔ ان کا فارسی کلام عالمگیر ہے۔ اور ان کے رقعات کی انشا دلوں میں گھر کرتی ہے۔ ۳ر صفر ۱۱۳۳ھ کو مرزا کی وفات ہوئی۔ حضرت میر صاحب قبلہ نے تاریخ کہی ،، میرزا بیدل ازیں عالم رفت ،، غرضکہ میرزا فارسی زبان میں بے نظیر ہیں۔ ان کا ریختہ کا صرف دو شعر تذکرہ میر تقی میں نظر آیا۔ ان کا کلام ایسا فرحت بخش ہے کہ سننے والے محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ (۲ شعر)

۲۴۔ بہار۔ لالہ ٹیک چند۔ کلام اور مضامین بہار آفریں ہوتے ہیں۔ نازک خیالی اور خوش مقالی ان کا خاص جوہر ہے۔ ملک سخن کو زور قلم سے فتح کر لیا ہے۔ الفاظ نو، مضامین باریک اور استعارات رنگیں سے کلام آراستہ ہے۔ (۱۳ شعر)

CC-0.Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۲۵۔ بیرنگ۔ دلاور خاں۔ سخن برجستہ اور شعر سستہ ہوتا ہے

چونکہ یکرنگ کے شاگرد ہیں اس لئے تخلص پہلے ہمرنگ، پھر بیرنگ رکھا۔ سپاہی پیشہ طبیعت رنگین۔ شیریں کلامی سے کلام بیرنگ میں نیرنگی پیدا کرتے ہیں۔ اپنے درد آمیز کلام سے دلوں کو متاثر کرتے ہیں۔ بندش تازہ ہوتی ہے (اشعار)

۲۶۔ بیتاب۔ محمد اسمٰعیل۔ کلام ابر کے مانند گہر ریز اور اس فن میں بحر مواج ہیں۔ اپنے کو مصطفیٰ خاں یکرنگ کا شاگرد بتلاتے ہیں۔ الفاظ نازہ اور مضامین نو اشعار میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دن کسی دوست کے یہاں جارہے تھے کہ گھوڑے سے گرے اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ چند دن بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔ ان کے اشعار سے ان کے رتبۂ شاعری اور بلند فکری کا پتہ چلتا ہے۔ (۲ شعر)

۲۷۔ بیدار۔ خوشگو شاعر ہیں۔ ہندوستان کی طرف وطن۔ میر تقی میرؔ نے اپنے تذکرہ نکات الشعرا میں ان کے یہ دو[۱] شعر نقل کئے ہیں۔ (اشعار)

۲۸۔ بے نوا۔ شاعر معنی آفریں۔ ہندوستان کی طرف کے۔ ان کے حالات پورے طور پر معلوم نہیں۔ ایک شعر میر تقی کے تذکرے سے لکھتا ہوں۔ (اشعار)

۲۹۔ پیام۔ شرف الدین علی خاں۔ اکبر آباد جائے پیدائش۔ ریختہ گوئی سے پوری مناسبت رکھتے تھے۔ معانی کی تلاش کو حقیقت یہ ہے کہ اپنی حد تک پہنچا دیا۔ گیسوئے سخن کو خوب آراستہ کرتے تھے۔ (۳ شعر)

۳۰۔ بسمل۔ شاعر خوش خیال تھے۔ فکر سخن سے دل کی عقدہ کشائی کرتے تھے۔ ان کے حالات تفصیل کے ساتھ ریختہ گو شعرا کے تذکروں میں نہ ملے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

[۱] ایک ہی شعر لکھا ہے۔ ع

بہر حال قابل آدمی ہیں۔ (۲ شعر)

۳۱۔ پاکباز۔ صلاح الدین پسر کمال نبیرہ سید جلال۔ اصلاح سخن مصطفٰے خان یکرنگ سے لیتے تھے۔ فکر اچھی تھی اور ذہن بھی۔ ان کے کلام میں اضافت نہیں ہوتی۔ (۵ شعر)

۳۲۔ بیان۔ خواجہ احسن اللہ۔ ظاہری صورت اور باطنی خصلت سے آراستہ۔ بڑے معنی طراز بلند اندیشہ تھے۔ اکبر آباد مولد تھا۔ اور مرزا مظہر جان جاں ان کے استاد تھے۔ ان کے حسن اخلاق کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی (۶۲ شعر)

۳۳۔ بیکل۔ میر عبدالوہاب۔ شیریں مقال اور خوش خیال۔ اکثر میر صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر آتے اور ان کے کہنے سے تذکرہ بے نظیر ترتیب دیتے۔ راقم سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ بڑے ذہین اور فطین معلوم ہوتے ہیں۔ فارسی میں افتخار اور مرثیہ میں ماتمی تخلص اختیار کرتے ہیں۔ (۸ شعر)

۳۴۔ بے جان۔ لالہ جے کشن۔ شیریں زبان اور خوش گفتار۔ شاہ سراج کے شاگرد۔ اپنی فکر رسا سے معانی آفرینی کرتے تھے۔ ایک دن شاہ سراج مجھ فقیر سے بیان کرتے تھے کہ جے کشن نواب صلابت جنگ کے سفر لشکر (جو قریب اورنگ آباد کے تھا) کی تیاری کر رہے تھے اور مجھ سے رخصت ہونے کو آئے اور ریختہ جو تازہ کہا تھا پڑھا۔ جہاں جہاں اصلاح کی ضرورت تھی بنا دی گئی۔ مقطع یہ تھا ؎

تری یاد کمر سے یوں عدم میں چل گیا بے جاں
کہ قالب میں نہ پاوے گر کوئی اس کا کفن کھولے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

غرض رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ پھر ان کا پتہ نہ چلا کہ کیا ہو گئے۔ بے جان تو

تھے ہی بے تحالب بھی ہو گئے۔ (۵ شعر)

۳۵- پروانہ- پروانہ شاہ- شاہ سراج کے مرید بھی تھے اور شاگرد بھی۔ ریختہ کہتے ہیں اور اب تک احمد نگر میں زندگی گذار رہے ہیں۔ (۲ شعر)

۳۶- بھبھل- میر نوازش خاں- ریختہ بڑی ہمواری سے کہتے ہیں۔ فارسی میں بھی اعلیٰ درجہ کا شعر کہتے ہیں۔ ان کے اشعار صاف اور برجستہ ہوتے ہیں۔ ابھی تک اورنگ آباد میں رہتے ہیں۔ (۷ شعر)

۳۷- پنچھی- میاں حکیم الدین خاں- شاعر ریختہ گو بلگرامی طبیعت نظم کی طرف مائل- پہلے عاجز تخلص کرتے تھے۔ جب عارف الدین خاں عاجز کا شہرہ سنا تو اس تخلص کو ترک کیا اور پنچھی رکھا فی الحال حیدر آباد میں رہتے ہیں۔ راقم سے خوب ملاقات رہی۔ بہت خوش ہوئے اور اپنے چند اشعار مجھ کو دئے۔ یہ اشعار اسی میں سے منتخب ہیں۔ (۱۱ شعر)

۳۸- پناہ- محمد پناہ- محض تفنن طبع کے لئے فارسی اور ریختہ میں شعر کہتے ہیں۔ کبھی کبھی شرف ملاقات سے خاطر حزیں کو مسرور کرتے ہیں۔ (۲ شعر)

۳۹- بندہ- میر محمد میر- خوب آدمی ہیں۔ دولت مندوں کی تعریف میں۔ اکثر ریختہ میں مثنویاں کہی ہیں۔ فقیر سے ربط مخلصانہ ہے۔ پہلے تخلص میر تھا۔ میں نے کہا کہ ہندوستان میں دو شاعر میر تقی میر اور میر محمد میر آپ کے ہمنام موجود ہیں۔ تخلص کا یہ اشتراک مناسب نہیں، چہ جائے کہ نام بھی اور تخلص بھی مشترک۔ آخر میری بات مان لی اور بندہ تخلص اختیار کیا۔ (۲ شعر)

[illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۴۰- برہان- محمد برہان- (۲ شعر)

۴۱۔ بیچارہ۔ بقول میر تقی میر۔ (اشعر)

۴۲۔ تاباں۔ میر عبدالحی تاباں طوطی شیریں بیاں، بلبل ہزار داستان۔ طبیعت روشن اور سخن درخشاں۔ کہا جاتا ہے کہ حسن صورت بغایت تھا۔ نازک خیال شعرا کو ان کے پر معانی اشعار دل پسند تھے۔ عین جوانی میں انتقال ہو گیا۔ میر تقی میر نے تذکرہ نکات الشعرا میں ان کو محمد علی حشمت کا شاگرد لکھا ہے۔ لیکن وہ خود اپنے دیوان میں شاگردی حاتم کا اقرار کرتے ہیں ؎

اور ہی رتبہ ہوا ہے تب سے اس کے شعر کا
جب سے حاتم نے توجہ کی ہے تاباں کی طرف

پھر کہتے ہیں ؎

ریختہ کیوں نہ میں حاتم کو سناؤں تاباں
اس سوا دوسرا کوئی ہند میں استاد نہیں

حاتم بھی اپنے دیوان میں اکثر جگہ ان کا ذکر کرتے ہیں ؎

ریختے کے فن میں ہیں شاگرد حاتم کے بہت
پر توجہ دل کی ہے ہر آن تاباں کی طرف

ظاہرا علم کی تحصیل حشمت سے کی ہو اور اصلاح سخن حاتم سے لی ہو۔ ایک روز میں میر تقی میر کا تذکرہ پڑھ رہا تھا کہ ناگاہ تاباں کے احوال پہ نظر پڑی اور ان کا یہ شعر پڑھا ؎

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں
نیتیں کرتے ہی ساری رات ہو جاتی ہے صبح

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دوستوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ تاباں کے اِس شعر سے پتہ نہیں چلتا کہ

مخاطب کون ہے۔ "فاعل" ہے یا "مفعول"؟ چونکہ صورتاً بہت حسین تھے۔ گمان غالب یہ ہے کہ عاشق سے خطاب کیا ہوگا۔ میں نے فوراً ہی ایک شعر جو شعر بالا کے تحت لکھا ہوا تھا، پڑھ کر جواب دیدیا ہے

جیو میں آوے سو کہہ تو تاباں کو ٭ بیس من فیک سنتا بقبیح

مختصر یہ کہ تاباں کے اشعار رنگیں بہت ہیں۔ اس تذکرہ لکھتے وقت ان کا دیوان مختصر سات سو اشعار پر مشتمل دیکھنے میں آیا۔ (۱۰ اشعر)

۴۳۔ تمکین۔ میاں صلاح الدین شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ (۴ شعر)

۴۴۔ تجرد۔ میر عبداللہ۔ دکن کے باشندے۔ (۴ شعر)

۴۵۔ ثاقب۔ ہندوستان کے ہیں۔ بقول میر تقی میر "درویش متوکل ہیں اور آبرو کے شاگرد۔ اب سراج الدین علی خاں آرزو کو کلام دکھلاتے ہیں اور کچھ دنوں سے اپنے وطن بارہہ چلے گئے۔ فقیر سے بڑی دوستی تھی۔ تحفۂ روزگار ہیں۔ ہر فن میں دخل رکھتے ہیں مگر جانتے کچھ نہیں۔" فقیر کو ان کے اشعار دستیاب نہیں ہوئے۔ جو میر تقی میر اور فتح علی خاں کے اپنے تذکروں میں لکھے ہیں وہی لکھتا ہوں (۳ شعر)

۴۶۔ جگن۔ خالہ زادہ شیر افگن خاں۔ میاں جگن سخن گوئی کا خوب مذاق ہے۔ ہندوستان وطن ہے۔ میر نے ایک شعر لکھا ہے۔ (۱ شعر)

۴۷۔ جرأت۔ میر شیر علی۔ شاعری کے چمن کے چہکتے ہوئے بلبل فتح علی خاں لکھتے ہیں کہ "جرأت حسینوں پر مرتے تھے۔ علوم متداولہ حاصل کئے۔ شعر اول تو بہت کم کہتے اور اگر کہتے بھی تو بہت ہی کم پڑھتے۔ کیونکہ ان کا نظریۂ شاعری یہ تھا کہ شعر میں آمد ہونی چاہیئے نہ کہ آورد۔ مجھ سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بہرحال خوشگو تھے اور اچھے شعر کہتے۔ (۲۰ شعر)

۴۸ جعفر۔ جعفر زٹلی منھ پھٹ اور شوخ مزاج تھے۔ ان کی شوخی ان کے کلام سے ظاہر ہے۔ اور نام ہی سے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے اشعار مشہور ہیں اور تحریر کرنے سے بے نیاز۔ ان کے مضامین میں روزمرہ صاف طور پر بندھتا ہے۔ محمد اعظم شاہ بادشاہ کہتے تھے کہ جعفر اگر زٹلیات نہ کہتے تو ملک الشعرا ہوتے۔ اس کے روزمرہ کا طرز سب سے جدا ہے اور کیسی جولانی دکھلاتا ہے۔ خود اپنا نام زٹلی بتاتا ہے۔

کشتیٔ جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است
ڈبکو ڈبکو می کند از یک توجہ پار کن

زٹلی نامہ میں کہتا ہے ؎

رہی دھاک اورنگ شاہ ولی
در اقلیم دکھن پڑی کھلبلی

دریں پیر سالی و ضعف بدن
مچا ہی دیا چوکڑی در دکھن

بیجاپور کے بارے میں کہتا ہے ؎

عجب روپ ایں شہر بیجاپور است
کہ ہر برج او مثل بھیسا سر است

عجب قلعۂ دیدہ شد بے لگاؤ
کہ انگشت رانیست بروے ٹکاؤ

لوگ کہتے ہیں کہ جب کبھی جعفر کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی تھی تو کسی امیر کے پاس دو شعر اس کی تعریف میں لکھکر بھیجتا تھا۔ اگر اس نے وہ چیز عنایت کردی تو خیر، ورنہ اس کی ہجو میں دفتر کے دفتر کہہ ڈالتا۔ ملازمین شاہی اور اہل کاروں کا کیا ذکر۔ بادشاہ سلامت تک اس کی تیز زبانی سے بید کی مانند تھرّاتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک دن کسی امیر کے یہاں گیا اور اپنی حاجت لکھ کر پیش کی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کوئی توجہ نہ کی، بلکہ نفرت کے ساتھ اس عرضی کو واپس کر دیا۔ جعفر اسی امیر کے سامنے عرضی کو پارہ پارہ کر کے واپس چلا آیا۔ حاضرین مجلس نے امیر کو جعفر کی حرکت سے آگاہ کیا اور اس کے مزاج کا حال بتلایا۔ امیر کو یہ کیفیت سن کر ہول دل سمایا۔ اور جعفر کو راستے سے بلوا بھیجا اور معذرت کی کہ میں نے تمہاری قدر نہ جانی۔ جعفر نے جواب میں کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔ ملازمین سرکار کی کوئی غلطی نہیں۔ میں نے اپنا آگا دیا "یعنی پیشی"۔ آپ نے اپنا پیچھا دیا یعنی "پس" میں نے اس کو چاک کر دیا۔ غرض امیر نے اس مزید جملہ کو غنیمت سمجھ کر اس کو معقول انعام دیا۔ دوسری نقل ہے کہ مہا سنگ نام کے ایک محرر نے کسی لالچ میں آکر جعفر کے کام میں کوتاہی کی اور اپنا حق تحریر طلب کیا۔ جعفر نے کاغذ کے پشت پر لکھ کر بھیجا سے

مہا سنگ جی تم بڑی ڈینگ ہو — کرونیکھیا بیل کے سینگ ہو
دایں جوک جیوں غوک رکھتے رہو — لگوڑوں مکوڑوں کو چکھتے رہو
نظر مت کرو سات اور پانچ پر — مبادا کہ زور آپڑے کا پنچ پر

ایک دن محمد اشرف کے نام کا سجع اس طرح کہا سے

محمد اشرف پیغمبراں است

محمد اشرف نے کچھ التفات نہ کی اور جعفر کی تعریف نہ کی۔ جعفر نے رنج ہو کر برجستہ یہ مصرع کہا سے

نہ ایں اشرف کہ مردود زماں است

اپنے بارے میں کہتا ہے اور سچ کہتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے

جعفر زٹلی از لب تو ...ت بہتر است
وز آبداری سخنت موت بہتر است
درحق بندگان خدا این چہ گفتۂ
لاحول می کنم کہ ز تو بھوت بہتر است

اس کے وقائع اور رقعات مشہور ہیں۔ (۱ شعر)

۴۹۔ حزیں۔ میر محمد باقر۔ ان کے اشعار رنگین اور شیریں ہوتے ہیں۔ فتح علی خاں کہتے ہیں کہ "چند سال ہوئے کہ دہلی چھوڑ کر بنگالہ گئے۔ آجکل مرزا مظہر سے معلوم ہوا کہ کسی حسین نوجوان کے عشق میں گرفتار ہو کر حد درجہ مضطرب اور پریشان رہے اند بالآخر انتقال کر گئے۔ مجھ کو حزیں کے متعلق اور کسی قسم کی اطلاع نہیں۔ صرف اتنا جانتے ہیں کہ مرزا مظہر کے شاگرد ہیں۔ جیسا کہ خود کہتے ہیں۔

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب جنوں
فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیوان مرا

پُرسوز اشعار دلچسپ مضامین کے ساتھ بکثرت ہیں۔ (۱۲۴ شعر)

[حزیں کے اس شعر پر فتح علی کا اعتراض ہے ؂

فرش ہو جاتا ہوں سنگِ آستاں تیرے کو دیکھ
طور کا کرتے تھے جیسے حضرت موسیٰ ادب

یعنی یہ کہ حضرت موسیٰ کا بیہوش ہو جانا مشاہدۂ تجلی سے تھا نہ کہ مشاہدۂ طور سے۔ اس اعتراض کا جواب شفیق نے دیا ہے۔ اور بحث طویل ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آخر میں شاہ ساگی کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ شعر یوں ہوتا تو بہتر تھا ؂

یوں ادب کرتا ہوں ....

.................]

۵۰ - حاتم - شیخ محمد حاتم بڑے نکتہ پرداز اور علامۂ سخن طراز ہیں۔ ان کے اشعار رنگین غمگین دلوں کو شاد کرتے ہیں۔ اور ان کے دلفنیض خیالات معانی کی نزاکت سے مملو ہوتے ہیں۔ اشعار دلآویز انجمن کے لئے گلدستہ اور ان کی طبیعت کی بہار چمن کے لئے باعث رشک۔ جعفر علی خاں ذکی سے محمد شاہ بادشاہ نے مثنوی حُقّہ لکھنے کی فرمائش کی تھی اور انھوں نے صرف دو شعر موزوں کئے تھے۔ شیخ محمد حاتم نے اس کو مکمل کیا۔ میری نظر سے گذری ہے۔ جملہ ۳۰ تیس اشعار ہیں۔ اِس تذکرہ کے لکھنے کے وقت ان کا ایک ضخیم دیوان ہاتھ آیا۔ اشعار کے انتخاب کی فرصت نہ ملی۔ جلدی کے بنا پر چند اشعار حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔ (۱۰۵ اشعر)

۵۱ - حشمت - شاعری کے میدان کے پہلوان اور ملک معانی کے شہسوار غنی بیگ قبول کے شاگرد۔ ان کی تربیت سے کمال حاصل کیا اور شاعری پروان چڑھی۔ میر لکھتے ہیں کہ قطب الدین خاں فوجدار مراد آباد کے ہمراہ جنگ روہیلہ میں شہید ہوئے۔ (۲ شعر)

۵۲ - حشمت - سید محتشم علی خاں ہندوستاں کے شاعروں میں ہیں۔ ان کے حالات اور دوسرے ذرائع سے معلوم نہ ہو سکے۔ بس یہی کہ میر محمد تقی اچھے لفظوں میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ "سید صحیح النسب تھے۔ زمانہ کے اچھے سپاہی۔ فارسی اور ریختہ کے اچھے شاعر فہمیدہ اور سنجیدہ۔ ہر شخص کے ساتھ بڑی انکساری سے پیش آتے تھے۔ ان کے لئے ہر دل میں جگہ خالی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دہلی کے محلہ مغل پورہ میں سکونت تھی۔ ان کے بڑے بھائی میر ولایت اللہ خاں زمانہ میں غنیمت ہیں۔ ایک عرصہ سے ترک روزگار کر کے خانہ نشین ہیں۔ کبھی کبھی شعر کہتے ہیں۔ (۲ شعر)

۵۳۔ حسن۔ میر محمد حسن سودا کے شاگردوں میں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مہذب اور مؤدب تھے۔ شاہجہاں آباد میں گذر کرتے تھے۔ (۲ شعر)

۵۴۔ حبیب۔ محمد حبیب حیدرآباد کے مشہور شاعروں میں ہیں۔ ان کے اشعار وہاں کے لوگوں کی زبان پر اس قدر جاری ہیں کہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ غرض شاعر باعزت تھے اور مضامین عالی تلاش کرتے تھے۔ (۶ شعر)

۵۵۔ حاجی۔ حاجی مہر علی اکبر رمال۔ علم رمل میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور اس فن کو بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ دکن میں کوئی ایسا رمال نہ آیا ہوگا جس نے ان سے ملاقات نہ کی ہو۔ اس فن میں اور لطیفہ گوئی میں انجمن کی زینت ہیں۔ اکیس سال کی عمر میں اپنے مولد لاہور سے حج بیت اللہ کی نیت سے روانہ ہوئے اور شاہجہاں آباد میں تین مہینہ قیام کر کے وہاں کے معزز اصحاب مثلاً مرزا جان جاناں مظہر، عبدالحی تاباں، مرزا رفیع سودا سے ملے۔ اس کے بعد اکبرآباد ہوتے ہوئے گوالیر پہنچے۔ پھر برہانپور آئے اور آٹھ مہینے وہاں قیام کیا۔ پھر کچھ دنوں دارالسرور میں ٹھہرے پھر وہاں سے بیت اللہ کا عزم مصمم کر کے سورت پہنچے۔ چار مہینے وہاں رہے۔ پھر جہاز پر سوار ہو کر تین مہینے میں جدہ پہنچ کر احرام باندھا۔ ڈھائی سال مکہ معظمہ میں اور چھ مہینے مدینہ منورہ میں قیام کر کے اس دیار کی طرف لوٹ آئے اور حضرت شاہ یٰسین نذر یاری نور اللہ مرقدہ (جو دکن کے خلاصۂ اولیا میں تھے)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کی تاریخ حضرت میر غلام علی آزاد نے لکھی۔ "شاہ لٰسین یگانہ فوت کرد" عبدالقادر تخلص مہربان جن کا ذکر آئے گا انھوں نے بھی تاریخ کہی جس میں سات عدد کا تعمیہ تحسین وخوبی ہے ؎

ہاتفے از چشم خود سیار ہا افشاند و گست
سال تاریخ آیۂ لٰسین را تا مرسلین

اس کے بعد خجستہ بنیاد پہنچکر بڑے کمال کے ساتھ کام کیا۔ شاہ سامی سے ملاقات کر کے ریختہ گوئی کا شوق پیدا کیا۔ جیسا کہ خود کہتے ہیں ؎

ہیں ہر سخن میں حاجی اب کیوں نہ در فشاں ہوں
استاد مجھ کو سامی صاحب کمال بس ہے

بہتوں کو علم رمل اور دیگر فوائد علمی سے بہرہ ور کرتے رہے۔ اس کے بعد سید معز الدین خاں سلمہ سے جو وہاں کے کوتوال اور بڑے قابل اور قابل لوگوں کے دوست ہیں۔ جان پہچان ہو گئی۔ دو سال تک وہاں رہے۔ خانصاحب نے ان کی مناسب خدمت کی۔ وہاں سے لوٹ کر خجستہ بنیاد آئے۔ کچھ دن وہاں ٹھہر کر حیدرآباد پہنچے۔ راستہ ہی میں راقم تذکرہ سے ملاقات ہو گئی۔ فقیر بھی جو فصحا کے دسترخوان کا زلہ ربا ہے۔ ان کی قابلیت کو دیکھ کر ان کی شاگردی اختیار کی اور علم رمل میں ماہر ہو گیا۔ اور علم قیافہ اور اسرار قاسمی عجائبات و غرائبات کی تحصیل کی۔ انھوں نے از راہ کرم رمل کی چند مروجہ کتابیں مثلاً سرخاب، زبدۃ الرمل، لب لباب، مفتاح المفاتیح، رضوان الرمل اور ہدایت الرمل اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھ کو دی۔ اور میری عمر کی تقویم علم اعداد کے ذریعہ دائرہ ابد بر خانی قلمی لکھ کر دی۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بہر کیف آدمی رنگین مزاج اور پاکیزہ گفتار ہیں۔ خدا تادیر سلامت رکھے اور لاہور کا خیال خام ان کے دل سے نکال دے۔ (۱۵۳ شعر)

[حاجی کے تذکرہ کے ضمن میں علم رمل اور زائچہ سے مؤلف نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ چونکہ اس فن کو شاعری سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اسی لئے قلم انداز کرتے ہیں۔ تما]

۵۶۔ حسن ۔ صرف ایک شعر۔

۵۷۔ خسرو ۔ ملک سخن کے بادشاہ اور اس فن کے باشوکت فریدوں فکر ان کی رسا اور ذہن آسمان پیما۔ عربی فارسی ہندی ترکی معمہ نانگہ بھید غزل جھپیہ کنڈلیا وغیرہ تصنیف کرنے میں طبیعت کا زور صرف کرتے ہیں۔ زمانہ نے ایسا معانی آفریں متین خیال اور صاحب فن کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ ان کے کمال کی جتنی بھی شرح کی جائے کم ہے۔ شعر املا میں بڑی بڑی صنعتیں برتتے ہیں۔ عبارت بڑی سنجیدہ لکھتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے مرید ہیں۔ نفحات کے مصنف لکھتے ہیں کہ خود خسرو کے قول کے مطابق ان کے اشعار پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں۔ مگر تقی اوحدی کے قول کے مطابق ان کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ اور دو لاکھ سے کم ہے۔ غرض علامہ عصر تھے۔ انکی وفات ۷۲۵ ہجری میں شب جمعہ کو واقع ہوئی۔ عمر ۷۴ سال کی تھی۔ ایک تاریخ گو نے تاریخ وفات کہی ہے

شد "عدیم المثل" یک تاریخ او

دیگرے شد "طوطی شکر مقال"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ان کی طبیعت کا رجحان غزل کی آراستگی پر تھا۔ ان کے کمالات کی اگر شرح بیان کروں تو ایک دفتر رنگین ہو جائے۔ (۴ شعر)

۵۸۔ خاکسار۔ محمد یار۔ مسکینی ان کے تخلص سے ظاہر اور سخن کا طرز ان کے کلام سے ہویدا۔ فتح علی خاں نے ان کا حال لکھا ہے اور صحیح لکھا ہے کہ "وہ قدم شریف کے درگاہ کے خادم ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بڑے مغرور ہیں اور اپنے کو برگزیدہ شعرا سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ بہرحال ان کے اشعار موزونیت سے خالی نہیں ہوتے۔ بعض لوگ جو ان کی موزونیت طبع کے منکر ہیں اور ان کو شاعروں کی صف سے خارج کر دیتے ہیں وہ ستم ظریفی اور ناانصافی کی بنا پر ہے۔ موزونیت سے انکار کا کیا سوال؟ مولف تذکرہ کو ان کے حالات و اشعار دوسرے ذرائع سے بہم نہ ہو سکے۔ جو فتح علی خاں اور میر کے تذکروں میں لکھے لکھے جاتے ہیں۔ (۱۱ شعر)

۵۹۔ خوشنود۔ میر تقی میر نے ان کا ایک شعر لکھا ہے (اشعار

۶۰۔ دردمند۔ محمد فقیہہ۔ میرزا مظہر سلمہ اللہ تعالےٰ کے شاگردوں میں ہیں۔ شاعری میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار فارسی مشہور و عام ہیں۔ میر صاحب آزاد مدظلہ العالی دردمند کے ترجمہ میں لکھتے ہیں فقیہہ صاحب کی جائے پیدائش اودگیر توابع محمد آباد بیدر ہے۔ لڑکپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ سنہ ۱۱۳۶ھ میں دکن سے دار الخلافہ شاہجہاں آباد پہنچے اور شاہ ولی اللہ نبیرہ شاہ گل تخلص بوحدت کے سایۂ عاطفت میں قیام کیا اور اخلاق کی تہذیب اور علوم کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے والد کا انتقال ہو گیا تو میرزا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جانجاں مظہر سلمہٗ نے ان کو اپنے سایۂ شفقت میں رکھا۔ اور انھیں کی عنایت و تربیت سے یہ صاحب کمالات ہوئے۔ اور شاعری میں رتبۂ مناسب پایا۔ میرزا ان کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

مظہرؔ مباش غافل از احوال دردمند
لعلے ست ایں کہ در گرہِ روزگار نیست

ان کے ساقی نامہ میں بڑی صفائی ہے اور بڑا مزہ ہے۔ (۱۴ شعر)

۶۱۔ دانا۔ فضل علی۔ شیخ شرف الدین مضمون کے شاگرد ہیں۔ ان کی طبع بلند موزوں ہے۔ (۳ شعر)

۶۲۔ درد۔ خواجہ میر۔ کلام پر درد اور شور انگیز ہے۔ محمد تقی میر نے ان کے حالات نکات الشعرا میں بڑے شد و مد سے لکھے ہیں۔ شاہ عبدالحکیم سلمہٗ حاکم تخلص نے تذکرہ "مردم دیدہ" میں میر درد کے احوال میں جو کچھ سراج الدین علی خاں آرزو نے "مجمع النفائس" میں لکھا تھا اس کو داخل کر دیا ہے۔ میں ان دونوں ترجموں کو ملا کر لکھتا ہوں کہ "خان آرزو لکھتے ہیں خواجہ میر درد تخلص، خواجہ محمد ناصر کے فرزند ہیں۔ ان کے آبا و اجداد کا سلسلہ نسب بلاشبہہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔ ان کی بزرگی اور کمال کے بارے میں کیا لکھا جائے۔ خاص کر ان کے والد ماجد کے بارے میں کہ وہ آسمان ہدایت کے آفتاب ہیں۔ غرض خواجہ میر درد بڑے فہیم اور ذکی جوان ہیں۔ شعر گوئی سے خاص ربط ہے۔ خاص کر ریختہ جس کا آجکل ہندوستان میں رواج ہے۔ فارسی بھی خوب کہتے ہیں، کیونکہ اس کے مزاج سے آشنا ہیں۔ اندرونی صلاحیتیں جوان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں پائی جاتی ہیں اگر وہ سب بروئے کار لائی گئیں تو انشاء اللہ فن تصوف میں نام پیدا کریں گے۔ رباعیاں اکثر فارسی میں کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ اس عاجز سے ربط خاص ہے اور مجھ پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔" شاہ عبدالحکیم حاکم لکھتے ہیں کہ اس عزیز بزرگ کو اس فقیر نے کئی بار خان آرزو کے مکان میں مراختہ کے دن یعنی شعرائے ریختہ کی مجلس میں جو ہر مہینے کی پندرہویں تاریخ کو منعقد ہوتی ہے، دیکھا ہے۔ بڑے خلیق اور منکسر اور صاحب معنی دکھائی دئے۔ اور مثنوی کے وزن پر توحید کے مضامین سے مملو رباعیاں خوب خوب کہتے ہیں۔ ان کے فارسی اشعار جو خان آرزو نے لکھے ہیں تلاش معنی سے خالی نہیں ہیں۔ میر صاحب آزاد سلمہٗ سے سنا کہ" میر درد گذشتہ سال ارادۂ حج بیت اللہ کے لئے...... پہنچے لیکن فقیر نے ان کو نہ تو جہاز میں دیکھا، اور نہ خانہ کعبہ میں۔ شاید آئندہ سال پر حج موقوف رکھا ہو۔ جہاں رہیں خوش رہیں۔" خدا کرے میر درد اِس شہر میں تشریف لائیں اور اس فقیر سے ملاقات ہو کیونکہ ایسے لوگوں سے ملاقات عین عبادت ہے۔ غرضکہ خواجہ میر درد کے کلام میں مضامین رنگین ہوتے ہیں۔ (۱۰۷ اشعر)

۶۳ - درد - کرم اللہ خان۔ بلبل ہزار داستان اور طوطی خوش الحان ہیں۔ امیر خاں انجام کے بھانجے ہوتے ہیں۔ (۷ شعر)

۶۴ - داؤد - میرزا داؤد۔ ادا بند شاعر ہیں اور خیالات بلند کے موجد ہیں۔ ان کے کلام سے ان کی شیریں بیانی ظاہر ہوتی ہے اور خوش الحانی تو نام ہی سے پیدا ہے۔ ریختہ گوئی میں اکثر ولی کا تتبع کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سند یہ بس ہے تجھے مصرع ولی داؤد
کہ تجھ کو شورِ قیامت سے بے نیاز کیا

پھر کہتے ہیں ؎

کہتے ہیں سب اہلِ سخن اِس شعر کو سُن کر
تجھ طبع میں داؤد ولی کا اثر آیا

مرزا جمال الدین عشق، ان کے صاحبزادے سے معلوم ہوا کہ مرزا داؤد سنہ ۱۱۵۷ھ میں وفات پا گئے۔ میں نے تاریخ کہی "برفتہ میرزا داؤد از فانی جہان" بالنسوا بیات پر مشتمل ان کا دیوان نظر سے گذرا۔ (۱۲ شعر)

۶۵۔ دولت۔ میر دولت علی۔ ذہن رسا اور فکر بلند رکھتے ہیں۔ خطاب مظہر علی شاہ، ان کے مرشد کا عطیہ ہے۔ آسبر میں پیدا ہوئے آج کل آب و دانہ ان کو اس شہر میں لے آیا ہے۔ میں نے ان کی ذات کو نعمت سمجھ کر ان سے ملاقات کی اور ربط ضبط پیدا کیا اور دولت نے بھی غریب خانہ کو اپنا گھر سمجھ کر قدم رنجہ فرمایا۔ اور اکثر میری ریختہ گوئی کا تتبع کیا۔ چنانچہ ایک جگہ کہتے ہیں ؎

نقش ہے دل پہ مرے مصرع صاحب دولت
کیا ہوا بات ہماری جو نہ مانے بہزاد

جب فقیر سے رخصت ہو کر برہان پور جانے لگے تو بے ساختہ یہ مصرع فرمایا ؎

دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بھول جانا

خدا ان کو صحیح سلامت گھر پہنچا دے اور پھر دوبارہ ان سے ملاقات کی مسرت عطا کرے۔ (۱۲ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۶۶- داغ - لالہ نہال کرن - ریختہ ہموار کہتے ہیں اور مضامین تازہ لاتے ہیں۔ فقیر نے میر ایوب کی وساطت سے (جن کا ذکر ہو چکا ہے) ان سے ملاقات کی۔ خوب خوب صحبتیں رہیں۔ رنگین مزاج اور کنایہ فہم معلوم ہوئے۔ کبھی کبھی غریب خانہ پر آتے اور اشعار سناتے۔ خدا سلامت رکھے۔ پہلے ان کا تخلص رفعت تھا۔ چونکہ یہ ذات کے لالہ ہیں۔ میں نے کہا کہ لالہ کی مناسبت سے رفعت تخلص مناسب نہیں۔ اگر مشفق یا داغ تخلص رکھیں تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ مشفق تخلص میرے تخلص سے کہ "صاحب" ہے لالہ سے میل رکھتا ہے۔ اور داغ تخلص بھی لالہ کی مناسبت سے مناسب نظر آتا ہے۔ چونکہ آجکل لفظ "مشفق" رندوں کی اصطلاح بن گیا ہے۔ انہوں نے یہ رائے قبول نہ کی اور میرے کہنے سے داغ تخلص رکھ لیا۔ اور اپنی رنگین بیانی سے شعرائے نازک خیال کے دلوں کو داغدار کرتے ہیں۔ (۶ شعر)

۶۷- ذہین - میر محمد مستعد۔ شاعر ذہین ہیں۔ اور خیالات رنگین ہوتے ہیں۔ عین جوانی میں انتقال کر گئے۔ ان کے اشعار مجھے نہ ملے۔ تذکرہ فتح علی خاں سے نقل کئے گئے۔ (۷ شعر)

۶۸- راقم - بندرابن۔ اشعار آبدار مانند درِ شاہوار ہوتے ہیں۔ سودا کے شاگرد ہیں اور شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ چند اشعار نکات الشعرا سے نقل کئے جاتے ہیں۔ (۲۵ شعر)

میر ان کے اس شعر پر ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہاں تک قبول کیجے خاطر نہ ہی جفا کو ؛ تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

لکھتے ہیں کہ "اس مضمون کا ایک شعر محض ردیف کی تبدیلی سے انہیں الفاظ سے میر عبدالحی تاباںؔ کے دیوان میں دیکھا ہے۔ گمان غالب یہ ہے کہ یہ شعر تاباں ہی کا ہو اس لئے کہ ان کی مشق پرانی ہے اور یہ نو مشق ہیں واللہ اعلم"
میں کہتا ہوں کہ تاباںؔ کا شعر میں نے دیکھا ہے۔ تعجب ہے کہ تذکرہ میر میں تاباں کے ترجمہ کے ضمن میں مسطور بھی ہے۔ میر نے ملاحظہ نہیں کیا۔
شعر یہ ہے ؎

جفا تو چاہیئے اے شوخ مجھ یہ یاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں]

۶۹- رسوا۔ کہتے ہیں کہ کسی ہندو کے لڑکے تھے اور مکتب میں پڑھتے تھے کہ یکایک ایک مسلمان لڑکے کی زلف گرہ گیر میں اسیر ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دونوں جانب سے محبت بڑھی۔ ایک روز ان کا معشوق کھانا کھا رہا تھا اور رسواؔ حاضر تھے۔ اس نے بلایا اور ان کو بھی کھانے کو کہا۔ چونکہ محبت راسخ تھی انکار کی جرأت نہ ہوئی۔ مجبور ہو گئے۔ حضرت مولوی جامی کی غزل پر ایک واسوخت مسدس کہہ کر سنایا۔ ۹ بند۔ اس واسوخت کا مقطع مجھ کو دستیاب نہ ہوا۔ لہٰذا دل میں ایک طرح کی خلش سی محسوس ہوتی ہے۔ میر تقی میرؔ نے لکھا ہے:۔ کہ "یہ پہلے کسی ہندو لڑکے پر عاشق تھے۔ قضارا وہ مرتد ہو گیا۔ ان کی عاشقی نے ہوس کا رنگ پکڑ لیا۔" جو ہو نو مسلم ضرور تھے۔ اور دیوانہ کی طرح کوچہ و بازار میں مارے مارے پھرتے تھے۔ یہ بات مسلم تخلص ہی سے ظاہر ہے۔ دہلی کے شعرا جو اپنے اشعار میں شیخ سے خطاب کرتے ہیں اور ان کی رسوائیاں بیان کرتے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہیں۔ اکثر کنایہ اسی کی طرف ہے۔ رسوا کے پر درد اشعار بکثرت نظر سے گذرے۔ (۹ شعر)

۷۰۔ رحیم۔ عبدالرحیم۔ میر تقی میر[1] نے ایک شعر لکھا ہے۔ (۱ شعر)

۷۱۔ رنگین۔ نورالدین حسین خاں۔ اورنگ آبادی۔ فہم و ذکا میں ممتاز۔ اپنے والد ضیاءالدین حسین خاں کے خطاب سے سرفراز۔ ان کے والد دکن کے صدرالصدور اور ہر فن کے غرائب سے آگاہ تھے۔ اور مولف کے والد ان کی پیشکاری کرتے تھے۔ رنگین، سراپا جوان رنگیں، نجابت ان کے چہرے سے ظاہر۔ قاضی کریم الدین خاں قاضی شہر خجستہ بنیاد کے یہاں رشتۂ دامادی سے سرفراز تھے۔ اور میر مہربان سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ فارسی اور ریختہ دونوں میں کہتے تھے، لیکن غزل سے چنداں مناسبت نہ تھی۔ انکی دو مثنویاں ہیں، لطافت اور بلاغت میں مکمل۔ ان کی فارسی کی غزلیں سب ملاکر ساٹھ ہوں گی۔ ان میں بھی بعض بے مطلع اور بعض بے مقطع۔ عین جوانی میں رحلت کر گئے۔ احباب کو دلی صدمہ دے گئے۔ اسی سبب سے ان کے مسودات جو قلیل اور منتشر تھے اور زیادہ منتشر ہو گئے۔ روضۃ الشہدا کو وقایع مقبل کی طرح چاہتے تھے کہ نظم کریں۔ واللہ اعلم کیا حشر ہوا۔ میر مہربان اور رنگیں سے جو مباحثہ ہوا وہ مہربان کے ترجمہ میں لکھا گیا ہے۔ یہ پہلے رجا تخلص کرتے تھے اس کے بعد رنگین۔ میر مہربان نے ان کی تاریخ وفات کہی جو سنہ ۱۱۷۲ھ میں واقع ہوئی ہے

---

[1] میر تقی میر کے تذکرہ میں نہیں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"با جل رفت از جہاں رنگیں" (۹)

گرچہ یہ بات یقینی ہے کہ کوئی بے موت نہیں مرتا، مگر لوگوں کا کہنا ہے کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا، ورنہ ایسے جوان کی موت باعث تعجب ہے۔ مہربان اس محفل میں موجود تھے۔ یہ مصرع برجستہ کہا "با جل رفت از جہاں رنگیں" جب اس کے اعداد کو جوڑا گیا تو بلا کم و کاست تاریخ وفات پائی گئی۔ چونکہ اس میں ایک طرفگی تھی ایک قطعہ لکھا۔ چمنستان شعرا کی تکمیل کے بعد رنگینؔ کے متعلقین سے جو موت کے وقت موجود تھے معلوم ہوا کہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۱۷۰ھ روز جمعہ ایک گھڑی دن ہونے کے بعد شہر ایلچپور میں رنگین کی اچانک موت ہوئی۔ فقیر مؤلف نے بھی تاریخ کہی ؎

"بمرگِ مفاجات او شد ز دنیا"۔ (۳ شعر)

۲۷۔ رنگینؔ۔ لال چند۔ کایتھ۔ اپنے تخلص ہی کی طرح رنگین مزاج اور شیریں گفتار۔ جوانی میں لہو و لعب اور عیش و طرب میں منہمک تھے۔ پھر شاہ سامی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کسب باطن کیا۔ بڑے ذہین اور نقاد تھے۔ بہت کم عرصہ میں زبان داں اور معنی شناس ہو گئے۔ کبھی کبھی راقم سے بھی ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ (۷ شعر)

۳۷۔ رضاؔ۔ لاہوری۔ آجکل راجہ شاہپور کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ حاجی علی اکبر رماں کی بیاض سے ان کے اشعار ملے۔ (۲ شعر)

۴۷۔ رضاؔ۔ محمد رضا بیگ۔ شاہ سراج کے شاگردوں میں۔ چغتائی مغل برلاس ہیں۔ ان کے دادا بدخشاں سے ہندوستان آئے تھے اور ان کے والد شاہجہاں آباد میں پیدا ہوئے۔ ایام غفلت ختم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہونے کے بعد دکھن پہنچے۔ رضا کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی۔ اشعار خوب کہتے ہیں۔ راقم نے اس تذکرہ کی تالیف کے زمانہ میں ایک رقعہ ان کے اشعار کی طلبی کے لئے شیخ احمد (جو بڑے خلیق اور راقم کے ہم مکتب ہیں) کے ذریعہ سے شاہ سراج کے پاس بھیجا۔ جواب میں چند اشعار آئے۔ (۸ شعر)

۷۵۔ رونق ۔ ان کے حالات پورے طور پر معلوم نہ ہو سکے۔ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ دکنی ہیں۔ خان افود کی بیاض سے دو تین شعر لکھے جاتے ہیں۔ (۴ شعر)

۷۶۔ زکی ۔ جعفر علی خاں ۔ طبیعتاً خلیق ہیں۔ اشعار آبدار ہوتے ہیں اور کلام شیریں۔ (۱۰ شعر)

[زکی کے اِس مصرع پر :۔

"دل میں آوے سو کرو اب تو گرفتار ہوا"

اصلاح دی ہے کہ ع دل میں کیا ہے سو کہو اب تو گرفتار ہوا

زکی کے اس شعر کے متعلق :۔

سُن کے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی

ہاتھ سے ہاتھ ملا دے دے سینہ کوٹا

لکھا ہے کہ فتح علی خاں نے اپنے تذکرہ میں یہ بتایا ہے کہ بعض لوگوں کے خیال میں یہ شعر ولی کا ہے۔ لیکن میں نے دیوان ولی دیکھا۔ یہ شعر اس دیوان میں نہیں۔ یقینی زکی کا ہے۔]

۷۷۔ زمانی ۔ خان ۔ وطن خجستہ بنیاد ہے۔ چند مدت سے برہان پور میں رہتے تھے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ آزادانہ زندگی تھی اور منزل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اپنے رنگ خاص میں کہتے تھے اور اکثر بزرگوں کی ہجویں کہیں۔ خود دیوان مرتب نہ کرسکے، مگر دوستوں نے کوشش کرکے دو ہزار کے قریب اشعار کا دیوان مرتب کردیا۔ میری نظر سے بھی گذرا۔ دل مطالعہ میں نہ لگا اور انتخاب کی کی طرف مائل نہ ہوا۔ صرف ایک شعر لکھتا ہوں۔ (اشعر)

۷۸۔ سودا۔ مرزا محمد رفیع۔ سخن طراز، سخن وروں کے سردار۔ زبان کو کیا قدرت کہ آپ جیسے بلند فکر کی مدح کرسکے اور قلم کی کیا مجال کہ آپ کی توصیف بیان کرسکے۔ سخن طرازی آپ کا شیوہ، شکر بیانی آپ کا وتیرہ۔ نزاکت مضامین حسن یوسفی کی طرح آپ پر ختم ہے۔ اور یہ ریختہ زبان آپ کی شیوہ بیانی سے عالی مرتبہ ہوئی۔ اقلیم سخن کے بادشاہ، اس فن شعر میں یکتا روزگار۔ معانی بلند کے جویا اور گوہر دل پسند کے غواص۔ آجکل دکن میں .... ان کے نغمات کا شہرہ ہے۔ ان کا کلیات قصائد، مثنوی، مخمس، ترجیع بند، قطعہ، رباعی، مرثیہ پر مشتمل دو ہزار اشعار کے قریب نظر سے گذرا۔ .... اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہر صنف شاعری میں اپنے ہم چشموں سے بڑھ گئے ہیں۔ ان کا قلم اعجاز مسیحا دکھاتا ہے اور سخن گویا چشمۂ خضر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ہر تحریر آنکھوں سے لگانے کے قابل ہے۔ ان کا ایک قصیدہ ۶۰ اشعار کے قریب نواب سیف الدولہ بہادر کی مدح میں اور اس کی تمہید میں دہلی کے بعض شعرا کی ہجو، نظر سے گذرا۔ خوب ہے۔ اور فردوس آرام گاہ محمد شاہ بادشاہ کی سرکار کے خواجہ سرا بسنت خاں کی مدح میں جو قصیدہ لکھا وہ یہ ہے:-

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(کل حرص نام مجھے سودا پہ مہرباں ہو) الخ (۸۱ اشعار)

ہجو اسپ میں جو قصیدہ کہا اور اس میں مضامین عالی باندھے یہ ہے
ہے چرخ کب .... سوار (۵۷ شعر)

ان کی مثنوی حکیم غوث کی ہجو میں ۸۰ شعر کے قریب اور واسوخت ۹۰ شعر کے قریب جو عوام میں مشہور ہے اور چند مخمسات، حافظ، کلیم، میر اور تاباں کی غزلوں پر اور ایک مخمس شیخ علی حزیں کی ہجو میں جس میں ۱۹ بند ہیں اس کے علاوہ رباعیات وقطعات لوگوں کی ہجو میں نظر سے گذرے۔ حقیقت یہ ہے کہ عجیب وغریب مضامین پیدا کئے ہیں اور داد سخن دی ہے۔ ندرت کے جواب میں ایک رباعی کہی :- گر ہجو پہ سودائی اسے رغبت ہے۔ الخ (اس کے بعد غبار اور عاشق کی ہجو گوئی کا ایک واقعہ بیان کیا ہے) (۳۹۸ شعر)

۷۹- سجاد- میر سجاد- میاں آبرو کے شاگرد تھے۔ اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ بہت زیادہ ایہام گو ہیں اور خوب مضامین پیدا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میاں آبرو پر فوقیت رکھتے ہیں اور میرے خیال میں ان سے بہتر شیریں کلام ہوتا ہے۔ (۱۹۳ شعر)

۸۰- سعدی- دکن قدیم شعرا میں تھے۔ دکن کے روزمرہ سے آشنا۔ ان کا مزار برہان پور کے جوار میں مشہور ہے۔ ان کے اشعار نکات الشعرا کے مرقوم اشعار کے علاوہ سنے نہ گئے۔ (۳ شعر)

۸۱- سلام- نجم الدین علی خاں پسر شرف الدین علی خاں- شیریں کلام شاعر ہیں۔ اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ طبیعت معنی ایجاد ہے۔ (۲ شعر)

۸۲- سعادت- سعادت اللہ خاں- امروہہ کے سادات سے تھے۔ فکر رسا تھی اور معانی نازک تلاش کرتے تھے۔ (۸ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۸۳۔ سامان ۔ میر ناصر۔ بہت پرگو تھے۔ اشعار فارسی خوب کہتے تھے۔ مرزا جانجاناں کے تربیت یافتہ تھے۔ کلام نمکین ہوتا ہے (۵ شعر)

۸۴۔ سراج ۔ میر سراج الدین۔ چرب زبان و دانش بیان۔ ولی دکنی کے بعد دکن میں ان ہی کے کلام کی گرم بازاری ہے۔ ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ کلام پرسوز، دل فروز اور گلو سوز ہوتا ہے۔ راقم سے بہت ربط ہے۔ بڑی غنیمت ذات ہے۔ خدا سلامت رکھے۔ اپنے دواوین فارسی کے انتخاب کے دیباچہ میں جو سنہ ۱۱۶۹ھ میں مرتب ہوا۔ اور جس کی تاریخ تالیف "منتخب دیوانہا" ہے، اپنا احوال لکھا ہے جو یہ ہے

"یہ فقیر بارہ سال کی عمر سے سات سال تک لباس سے آزاد رہ کر عالم بے خودی میں اکثر حضرت برہان الدین غریب کے روضہ میں رات دن پڑا رہتا تھا۔ اسی مستی کے عالم میں شور انگیز اشعار فارسی زبان زبان سے ادا ہو جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ اگر سب اشعار لکھے جاتے تو ضخیم دیوان مرتب ہو جاتا۔ چونکہ میری عمر اس وقت ایسی سخن سنجی کے قابل نہ تھی۔ سننے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔ مدت مذکور ختم ہونے کے بعد دل کے تقاضا سے حضرت ...... خواجہ سید شاہ عبدالرحمن چشتی متوفی سنہ ۱۱۶۱ھ سے دلی ارادت پیدا ہوئی اور آپ ہی سے ہدایت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں اپنے برادر طریقت عبدالرسول خاں کی پاس خاطر سے زبان ریختہ میں اشعار کہے۔ انہی نے ان اشعار پریشان کو جن کی تعداد پانچ ہزار ہو گی ترتیب دے کر دیوان مرتب کیا۔ رفتہ رفتہ یہ دیوان مشہور ہو گیا۔ اس کے بعد فقیر نے "الفقر فخری" کے احوال پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گامزن ہوا اور اسی زمانہ سے مرشد کے حکم سے آج تک کہ سترہ برس ہوئے شعر و شاعری ترک کر دی۔" انتہی۔

شاہ صاحب کی مثنوی "بوستان خیال" جس میں ایک ہزار ایک سو ساٹھ اشعار ہیں، نظر سے گذری۔ حقیقت یہ ہے کہ کمال کر دیا ہے۔ اس کا مطلع ہے ؎

اے ہم نشینو مرا دکھ سنو ؛ مرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو

ان کے آبدار اشعار مشہور ہیں۔ بیان کی حاجت نہیں۔ (۱۲۱ شعر)

۸۵۔ ساحی۔ شیخ غلام قادری.......... بہت سے صفات حمیدہ کے حامل۔ لڑکپن ہی سے طبیعت نقاد اور ذہن رسا تھی۔ جس فن پر توجہ کی تھوڑی مدت میں اس میں کمال پیدا کر لیا۔ مزاج میں استغنا اور طبیعت میں توکل از حد پایا تھا۔ جس زمانہ میں آپ برار تشریف لائے تھے تو راقم الحروف نے دو شعر لکھ بھیجے تھے۔ خجستہ بنیاد میں آئے تو راقم نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے بھی غریب خانہ پر کئی بار آنے کی زحمت گوارا کی۔ آپ کی سی شخصیت کا آدمی کم دیکھنے میں آیا۔ خدا سلامت رکھے۔ قصہ سرو شمشاد سات ہزار اشعار پر مشتمل ریختہ زبان میں موزوں کیا تھا۔ وہ نسخہ ابھی صاف بھی نہ ہو سکا تھا کہ چوری ہو گیا۔ صرف چند اجزا ایک جگہ سے برآمد ہوئے۔ پھر از سر نو اس کی ترتیب میں مصروف ہیں۔ سوال و جواب سرو شمشاد میں قیامت برپا کر دی ہے۔ اور کلام کو انتہائے بلندی تک پہنچا یا ہے دل نے چاہا کہ اس کتاب میں ان کی نقل کروں لیکن نسخہ غائب ہو گیا۔ بہ عارف لادین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عاجز کے قصۂ "لعل و گوہر" کے جواب میں لکھا ہے وہ خوب ہی ہے ۔ "سرو و شمشاد" تک نہیں پہنچتا۔

ساحی کے دادا میرزا فیض اللہ مشہور بہ میر ہدایت اللہ جو فن خوش نویسی میں یکتا اور محمد اعظم شاہ کے کتب خانہ، جواہر خانہ اور خوشبو خانہ کے داروغہ تھے، احمد شاہ کی وفات کے بعد ترک دنیا کر کے فقر اختیار کیا۔ ساحی کے والد نواب مغفرت مآب کے مقرب، اور منصب نہ ہزاری پر فائز تھے، وہ بھی تارک دنیا ہو کر زیارت حرمین کو چلے گئے۔ راستہ ہی میں جہاز پر انتقال کر گئے۔ اس زمانہ میں ساحی کی عمر بارہ سال کی تھی۔ سب سے الگ تھلگ رہے اور کسی کے آگے دست التجا نہ بڑھایا۔ (۴۰ شعر)

۸۶۔ سعید۔ میر محمد سعید۔ ریختہ سلیقہ سے کہتے ہیں اور اورنگ آباد ہی میں قیام ہے۔ مجھ سے اخلاص ہے۔ راستہ میں ایک بار ملاقات ہوئی تھی۔ سخن فہم اور منصف معلوم ہوئے۔ خدا سلامت رکھے۔ (۳ شعر)

۸۷۔ شوق۔ حسن علی، مضامین تازہ کی تلاش کا بڑا شوق تھا۔ سراج الدین علی خاں آرزو کے شاگرد تھے۔ ان کے اشعار طبع زاد دل پسند ہوتے ہیں۔ (۸ اشعر)

۸۸۔ شاغل۔ بسمل کے شاگرد ہیں۔ (۱ شعر)

۸۹۔ شاعر۔ میر سید محمد۔ بڑے شاعر اور یگانہ روزگار تھے۔ قلم میں طاقت نہیں کہ آپ کے فضائل بیان کرے۔ مناسب ہے کہ جو کچھ سرو آزاد میں میر غلام علی آزاد بلگرامی نے آپ کے احوال لکھے ہیں، رقم کر دوں اور دو تین اشعار ریختہ کے جو آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

فقیر کو ملے، لکھ دوں:-

"میر سید محمد تخلص شاعر سلمہٗ پسر حضرت میر غلام میر عبد الجلیل بلگرامی ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱۰۱ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد ہی کی طرح جامع علوم ہیں، خاص کر زبان عربی اور لغت وغیرہ میں یکتا ہیں۔ درسی کتابیں میر طفیل محمد بلگرامی سے پڑھیں اور دوسرے کمالات اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ باپ کو بیٹے سے از حد محبت تھی۔ جس زمانہ میں علامہ مرحوم بھکر سے شاہجہان آباد آئے تو بیٹے کو اپنے پاس بلایا ساتھ ہی پھر کہلا بھیجا کہ ابھی آنے میں توقف کرو۔ بیٹے نے ایک بلیغ عربی جملہ جواب میں بھیجا جس سے والد بہت خوش ہوئے اور جواب میں ایک فارسی رباعی لکھ بھیجی۔ فرخ سیر کے عہد اخیر میں علامہ مرحوم نوکری سے مستعفی ہوئے اور بھکر اور سیوستان کی خدمات اپنے بیٹے کو دلوا دی۔ میر سید محمد سنہ ۱۱۳۳ھ میں اس خدمت پر مامور ہوئے اور بڑی دیانت اور حسن تدبیر سے حکومت کے فرائض انجام دئے۔ اس دیار کے شرفا آج تک ان کو اچھے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میر مذکور سنہ ۱۱۴۱ھ میں راقم الحروف کو سیوستان میں اپنا نائب بنا کر بلگرام تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں وطن میں رہ کر پھر دار الخلافہ گئے جہاں حکومت میں کچھ پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ وہاں بعض امرا کی وساطت سے ان پیچیدگیوں کو دور کیا اور پھر دوبارہ سنہ ۱۱۴۵ھ میں سیوستان تشریف لائے اور راقم کو ہندوستان جانے کی اجازت دی۔ اور حسب دستور خود خدمات انجام دینے لگے، یہاں تک کہ نادر شاہ حملہ آور ہو کر سندھ پر قابض ہو گیا۔ بادشاہی خدمات کا خاتمہ ہو گیا۔ سندھ کے زمیندار خدا یار خاں نے میر کو بڑے اعزاز و اکرام سے سیوستان میں رکھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب نادر گردی اس علاقہ میں بھی ہوئی تو دل برداشتہ ہو کر خدا یار خاں سے زبردستی چھٹکارا حاصل کیا اور ۲ رمضان ۱۱۵۵ھ میں سیوستان سے چل پڑے۔ مارواڑ کے علاقہ سے ہوتے ہوئے وطن کی راہ لی اور ۲۷ محرم ۱۱۵۶ھ کو بلگرام پہنچے۔ بمر کی طبیعت تیز اور ذہن نقاد ہے۔ جب مطالعۂ کتب سے جی اکتا جاتا ہے تو فکر سخن میں غرق ہو جاتے ہیں۔ عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں بڑی مہارت ہے۔ اور تینوں زبانوں کے اشعار اتنے یاد ہیں کہ شمار نہیں کئے جا سکتے۔ کبھی کبھی شاعری کرتے ہیں اور سخن کے موتی پروتے ہیں۔ (ہم شعرا)

۹۰۔ **شرافت** ۔ سید شرف الدین خاں، ان کا نسب میر صاحب حمزہ بان خلف شرافت کے احوال میں بیان کئے گئے ہیں۔ حسب و نسب کی پاکیزگی روشن اور عیاں ہے۔ بڑے شعر فہم ہیں۔ انشا خاص طرز میں لکھتے ہیں۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے ہیں۔ شرافت میں اور میرے والد میں کمال یگانگت ہے اور اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ آج کل خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) کے محکمہ محاسبہ سے متعلق ہیں اور ایک کتاب "غوث الصمدانی" کی منقبت میں لکھ رہے ہیں۔ (ہم شعرا)

۹۱۔ **شورش** ۔ مرزا منعم۔ مرزا محمد اکبر طپش کے بھتیجے ہیں۔ یہ عزیز بھی بدخشاں کے شریف زادوں میں ہیں اور مرید خاص بلکہ منہ بولے بیٹے حضرت شاہ یٰسین قدس سرہٗ کے ہیں۔ اگرچہ شورش اپنے چچا طپش کے شاگرد تھے مگر اپنی تیزی ذہن کے باعث ان سے سبقت لے گئے، بلکہ آخر میں تو استاد طپش نے شاگرد شورش ہی کی شاگردی اختیار کر لی۔ ابتدائے شعور سے مدت العمر تک سرمئی لباس پہنتے تھے اور سرمہ کی طرح لوگوں کی آنکھوں میں جگہ رکھتے تھے۔ مجرد اور قلندروار زندگی گزارتے رہے۔ موسیقی میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ماقبل اور مابعد کے گویوں سے سبقت لے گئے۔ کبت خوب کہتے تھے اور ہندی الفاظ میں معانی کے موتی پروتے تھے۔ اشعار فارسی و ریختہ بہت کہے لیکن از حد بے دماغی کے باعث سارے مسودات جلا ڈالے صرف اتنے ہی باقی رہے جو مرزا احمد اکبر طپش چھپا کر جمع کر سکے۔ ۱۱۷۳ھ میں رحلت کر گئے۔ راقم نے تاریخ وفات کہی ؎

"مر گیا آہ شورشِ ہمدم" (۲ شعر)

۹۲- شوریدہ - شیخ سلطان الدین - دوست صادق اور معنی یاب شاعر ہیں۔ وطن برہان پور۔ کلام سرور بخش ہوتا ہے۔ آجکل گھر بار چھوڑ کر میر دولت (جن کا ذکر ہو چکا ہے) کے ساتھ اورنگ آباد آئے تھے۔ راقم سے کئی بار ملاقات ہوئی اور مل کر طبیعت محظوظ ہوئی۔ اس طرف پھر وطن لوٹ کر چلے گئے۔ خدا سلامت رکھے نستعلیق خوب لکھتے ہیں اور بڑے شعر فہم ہیں۔ مجھ سے بڑی گرم جوشی سے ملتے تھے اور مجھ جیسے وحشی مزاج کو اپنے دامن الفت میں گرفتار کر لیتے تھے۔ پہلے سلطان تخلص تھا اس کے بعد تشہیر رکھا۔ اب فقیر کے مشورہ سے شوریدہ اختیار کیا اور چند اشعار ریختہ کے اسی تخلص سے کہے۔ (۴ شعر)

۹۳- شگفتہ - حالات پورے طور پر معلوم نہیں۔ ان کے اشعار کے مطالعہ سے دل محظوظ ہوتا ہے۔ خوش فکر اور خوش خیال ہیں۔ (۲ شعر)

۹۴- صانع - محمد نظام الدین احمد۔ بلگرام کے رہنے والے ہیں اور شیریں کلام اور معنی آفریں شاعر ہیں۔ ان کے حالات سرو آزاد سے اور ان کے اشعار میر اولاد محمد کامیاب کی بیاض سے نقل کئے جاتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صانع بلگرامی ۔ نظام الدین احمد ۔ یہی نام تاریخی ہے ، جس سے ولادت کی تاریخ (۱۱۳۹ھ) برآمد ہوتی ہے ۔ قاضیان عثمانی کے خاندان سے ۔ مہذب اور متین ۔ لڑکپن ہی میں حافظ قرآن ہوئے اور میر نوازش علی سے تربیت پائی ۔ شاعری میں "میر"[1] سے اصلاح لیتے ہیں ۔ ذوق سلیم اور ذہن مستقیم ہے ۔ اپنے خاندان میں یہی سب سے پہلے شاعر ہیں ، جنہوں نے اشعار درست کہے ۔ اور مضامین آبدار پیدا کئے ۔ خدا عمر میں برکت دے اور پایۂ شاعری بلند کرے ۔ (۷ شعر)

۹۵ ۔ صنعت ۔ مغل خاں ۔ نواب مغفرت مآب کے قرابت مند ہیں ۔ ان کے حالات مخفی رہے اور اشعار بھی بجز دو کے جو تذکرہ فتح علی خاں میں ہیں اور کہیں نہ ملے ۔ (۲ شعر)

۹۶ ۔ صابر ۔ میر سید محمد صابر ۔ اقلیم سخن کے شہریار ...... اشعار بڑے شیریں ہوتے ہیں ۔ حاجی میر علی اکبر رمال (جن کا ذکر کیا جا چکا ہے) کی ان سے ملاقات ہوئی ہے ۔ وہ بیان کرتے تھے کہ صابر بڑے خوش خلق اور خوش گو شاعر تھے ۔ ان کی والدہ بھی شعر کہتی تھیں اور تخلص خفیہ کرتی تھیں ۔ (۲ شعر خفیہ کے) + صابر نے بھی اپنی والدہ کی زمین میں ایک غزل کہی (۵ شعر ۔ غم کی منادی دکھ کی دوا ہو جائے گا)

جب احمد شاہ ابدالی سنہ ۱۱۶۱ھ میں شہزادہ والا تبار یعنی احمد شاہ بادشاہ سے شکست کھا کر سرہند سے قندھار کی طرف بھاگا تو بعض عزیزوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

[1] میر سید محمد شاعر تخلص ۔

سے معلوم ہوا کہ میر موصوف نے یہ تاریخ کہی ہے ۔

محمد شاہ کا اب بخت جاگا ∴ ندا ہاتف نے دی افغان بھاگا

مزے کی بات تو یہ ہے کہ فارسی کلمہ "آفت رفت" سے بھی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ میر صابر لاہور کے اکابرین میں ہیں۔ حاجی صاحب کی زبانی ان کے چند اشعار سنے۔ بعض لوگ یہاں میر صاحب کے اشعار مولود وغیرہ میں میر عبدالحی تاباں کے نام سے پڑھتے ہیں۔ یہ محض بیجا ہے اس لئے کہ وہ اشعار معتبر راویوں کی زبانی سنے گئے ہیں جن سے صابر کی ملاقات ہوئی تھی۔ سنا ہے کہ اس وقت بھی وہ اشعار تاباں کے دیوان میں پائے جاتے ہیں۔ (یہ شعر)

۹۷۔ صادق۔ راقم کے دوستوں میں ہیں۔ ریختہ گوئی میں نومشق ہیں۔ (اشعر)

۹۸۔ صاحب۔ لچھمی نرائن مؤلف اس تذکرے کا، شاعروں کا ریزہ چیں اور ہر فن سے کچھ نہ کچھ سروکار رکھنے والا۔ اس کی کیا مجال تھی کہ صف شعرا میں داخل ہو کر ان کے پہلو بہ پہلو بیٹھے۔ مگر بزرگوں کا فیض ہے کہ نابینا کو آنکھ والا اور زنگی کو کافور بنا دیں، یہ ناچیز اس تخلص (صاحب) سے مشہور ہو گیا اور شعرا کی صف میں جگہ ملی۔

فقیر کے والد ماجد لالہ منسارام مدظلہ العالی تیس سال سے آج تک صدر الصدور دکن کی پیشکاری پر مامور ہیں۔ کچھ دن پہلے نواب صمصام الدولہ مرحوم نوازش سے بخشی الممالک کی پیشکاری پر سرفراز تھے۔ ۲ر صفر ۱۱۶۸ھ میں اس فقیر کی ولادت ہوئی۔ اور گیارہ سال کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر صاحب سلمان تعالیٰ کی خدمت میں کتب متعارفہ کی سند حاصل کی۔ چونکہ شعر و شاعری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے بھی رغبت تھی اس لئے حضرت غلام علی آزاد کے شاگردوں میں شامل ہوگیا اور میر عبدالقادر مہربان کے مقابلہ میں جو حضرت آزاد کے ممتاز شاگرد تھے میرا تخلص صاحب قرار دیا۔ دیوان غزلیات ردیف وار دو ہزار بیت کے قریب مرتب کیا۔ جب سینے قدری سنے کچھ حیثیت پیدا کی اور اصطلاح شعر و قواعد شعری کا ماہر ہوگیا تو سارے پہلے کہے ہوئے کلام کو تقویم پارینہ سمجھ کر ضائع کر دیا۔ اس وقت کہ عمر اٹھارہ سال کی ہوئی جب معلوم ہوا کہ میر محمد سمیع جو فارسی کے شاعر گذرے ہیں ان کا تخلص بھی صاحب ہے تو حضرت استاد نے تخلص شفیق عنایت فرمایا۔ چونکہ ریختہ میں میرا تخلص صاحب عوام و خواص کے درمیان مشہور ہے اس لئے ریختہ میں صاحب ہی تخلص برقرار رکھا۔ اور جن بحروں میں شفیق نہیں آسکتا تھا ناچار صاحب تخلص رہنے دیا۔ نئے تخلص پانے کی تاریخ "تخلص نو" سے نکلتی ہے (۱۱۷۶) اور ایک قطعہ بھی کہا جس میں مادۂ تاریخ یہ ہے "امداد شفیق شد مرا نام"۔ سخن سنجوں سے التماس ہے کہ میرے اشعار کو نکتہ چینی کے بجائے اصلاح سے مزین کریں اور نظر شفقت سے عیب پوشی فرمائیں۔ (۵۹ شعر)

۹۹۔ **ضیا**۔ محمد ضیاء الدین۔ ہندوستان میں نشو و نما ہوئی۔ (۲ شعر)

۱۰۰۔ **ضیا**۔ محمد عطا۔ شاہ سراج کے شاگرد۔ انشا خوب لکھتے ہیں۔ شعر بھی اچھا کہتے ہیں۔ ان کے چند اشعار جو انھوں نے شاہ سراج کے خط میں لکھکر بھیجے تھے نظر سے گذرے۔ (۱۰ شعر)

۱۰۱۔ **طالع**۔ میر شمس الدین۔ جوان خوش رو، خوش گفتار۔ اشعار متین کہتے تھے۔ جوانی ہی میں انتقال ہوا۔ (۵ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۰۲۔ **طپش**۔ میرزا محمد اکبر۔ بزرگوں کا وطن بدخشاں تھا۔

شاہ رخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ ہندوستان آئے اور فتح یاب خاں شہید مشہور امیر اور اولادِ شاہ رخ میرزا کے عہد تک بخشی گری پر مامور رہے۔ آجکل تھوڑے عرصہ سے قصبہ مندر بار میں توطن اختیار کیا اور حضرت شاہ معین قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت میں آئے۔ طپش چالیس سال سے مشق شعر کرتے ہیں اور مایۂ سخن کو تکمیل تک پہنچایا ہے۔ فارسی دیوان میں قریب چھ ہزار اشعار جمع کئے اور ریختہ بھی بہت پختہ کہتے ہیں۔ کبت اور علوم ہندی میں بھی مہارت ہے۔ اتنے کمالات رکھتے ہوئے بھی جیسا کہ صاحب کمال کا شیوہ ہے جد درجہ منکسر واقع ہوئے ہیں۔ ذہن کی تیزی اور صواب رائے میں یکتائے روزگار ہیں۔ میر مہربان سے بڑا خلوص رکھتے ہیں اور وہ بھی ان کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ فقیر سے بھی ایک بار ملاقات ہوئی ہے۔ قابل جوان نظر نہ آئے۔ اتنے حالات اور اشعار جو زبانی میر مہربان کے معلوم ہوئے لکھے گئے۔ (۳ شعر)

۱۰۳۔ ظاہر۔ خواجہ محمد خاں۔ میرزا نظیر سے فیض حاصل کیا۔ (۵ شعر)

۱۰۴۔ ظہور۔ شیو سنگھ۔ منتخب روزگار اور معنی یاب مشہور۔ (۸ شعر)

۱۰۵۔ عاصمی۔ خواجہ برہان الدین۔ بے نظیر مورخ اور شاعر تھے شمشیر شناسی میں بھی دخل تھا۔ ریختہ بڑی صفائی سے کہتے تھے (۳ شعر)

۱۰۶۔ عزیز۔ شاہ عزیز اللہ۔ نازک خیال شاعر۔ (۲ شعر)

۱۰۷۔ عمر۔ معتبر خاں۔ ولی دکنی کے شاگرد۔ کلام روح پرور اور چشمۂ آب حیات۔ (۹ شعر)

۱۰۸۔ عمدہ۔ ستیارام۔ شاعر رنگین مقال و نازک خیال۔ کلام پرسوز اور پرمعانی ہوتے ہیں۔ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ یقین کے تتبع میں خوب خوب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گل فشانیاں کیں۔ (۱۳ شعر)

۱۰۹۔ عراقی ۔ ولی دکنی کے معاصر تھے۔ ولی خود کہتے ہیں ؎

تیرے سخن کے نغمۂ رنگیں کو سُن ولی

ڈوبا عرق کے بیچ عراقی[1] عراق ہیں (۱ شعر)

۱۱۰۔ عارف ۔ محمد عارف۔ اشعار رنگیں اور شیریں ہوتے ہیں (۲ شعر)

۱۱۱۔ عارف ۔ محمد عارف۔ کلام میں مضامین شیریں اور خیالات رنگیں ہوتے ہیں۔ فارسی اشعار بڑی لطافت سے اور کبت نہایت خوبی سے کہتے ہیں۔ ان کے کلام کے دو تین اجزا خود ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جس میں انتخاب غزلیات فارسی، دوہرہ، ریختہ اور تاریخ وفات وغیرہ تھے، میری نظر سے گذرے۔ ان کا ترجمہ سرو آزاد سے نقل کیا جاتا ہے۔

"محمد عارف تخلص عارف مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی کی اولاد سے ہیں۔ (ان کا حال دفتر اولیاء اللہ میں لکھا جا چکا ہے) عارف کی ولادت ۹ ذی قعدہ سنہ ۱۱۲۲ھ بروز جمعہ ہوئی۔ سنجیدہ جوان اور کمسن بلبل خوش الحان ہیں۔ مخدوم رکن الدین کے خاندان میں یہی سب سے پہلے شاعر ہوئے ہیں۔ ابتدائے شعور ہی سے شاعری کا ذوق ہے۔ زبان فارسی و ہندی میں کمال پیدا کیا، خاص کر ہندی اشعار ہیں۔ ان کے ہندی اشعار فصل دوم میں لکھے جائیں گے۔ راقم سے محبت رکھتے ہیں۔ ہمیشہ خط و کتابت رہتی ہے۔ (۲ شعر)

۱۱۲۔ عشاق ۔ ہندوستان کے کھتری قوم سے ہیں۔ ان کے تخلص سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

[1] مولف اس کا مطلب نہ سمجھے۔ یہ عراقی نہیں، بلکہ عراقی شاعر فارسی مراد ہے۔ ع

معلوم ہوتا ہے کہ علم سے بے بہرہ ہیں۔ (اشعر)

۱۱۳۔ عاجز۔ شاعر ہندوستان۔ عاجز دکنی کی تیزی ذہن مشہور ہے۔ اور عاجز ہندوستانی کی شوخی مزاجی ان کے ایک اسی شعر سے ظاہر ہے تخلص عاجز تخلص کے لئے باعث شرف ہے۔ اس شعر کے سوا جو نکات الشعرا میں ہے دوسرا کوئی شعر نہیں سنا۔ (اشعر)

دل بغل مارے لئے جاتے ہیں سب مکتب کے طفل
شیخ سعدی تم بھی اب لیکر گلستاں دوڑیو

۱۱۴۔ عطا۔ محمد عطا۔ خلد مکان کے عہد کا کوئی اوباش تھا جس وقت بادشاہ کے روبرو گیا یہ شعر پڑھا ؎

با ورنگ نازی چو یکدل شوم ❊ بہ عباس رفتہ مقابل شوم
سرو پا بہ سنگم تراشا کنم ❊ قزلباش را پاش پاشا کنم

بادشاہ نے اس کو خبطی قرار دیا اور قابل معافی سمجھا۔ نقل ہے کہ اس کی ماں اس کو دو روپیہ روزانہ دیتی تھی۔ ایک دن کسی نے پوچھا کہ اے عطا آمدنی کی بظاہر کوئی صورت نہیں، آخر گذر کیسے کرتے ہو؟ جواب دیا کہ مکان پر ایک مرغی ہے جو ہر روز دو انڈے دیدیتی ہے اسی پر گذران ہے۔ یہ فقرہ آخر اس کی ماں نے بھی سُن لیا تو اُس کے روزینہ کو موقوف کر دیا۔ جب دو تین دن بڑی تنگی سے گذری تو یہ شعر اپنی ماں کے پاس لکھ کر بھیجا ؎

عطا در مفلسی سے لوٹ رہتا ❊ سمجھتو جھنی مہیا نتی ہو تو ہو

CC-0.Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اس کی ماں کا مشہور ہے۔ اس کا روزینہ پھر جاری کر دیا۔ (۲ شعر)

۱۱۵- عاشق - میر یحییٰ المخاطب بہ عاشق علی خاں، برہان پور کے رہنے والے۔ ایہام گو مشہور تھے۔ سرکار نواب مغفرت آب میں کوئی منصبدار تھے اور انہیں کے لشکر میں گذر کرتے تھے۔ ایہام گوئی کا مرتبہ بلند کیا اور اسی وسیلہ سے خواص و عوام میں مشہور ہوئے۔ (۲۹ شعر)

۱۱۶- عزلت - سید عبد الولی - بڑے سخنور و سخن دان، معنی پرور اور شیریں بیاں۔ سخن برجستہ اور مضامین شستہ۔ نکتے رنگین اور خیالات متین ہوتے۔ جادو مقال اور نازک خیال، بلبل ہزار داستان اور طوطی شکر بیان۔ ضمیر روشن اور فکر تیز۔ اشعار فارسی اور ریختہ موتی کی طرح آبدار۔ مصوری میں ایسا کمال ہے کہ مانی و بہزاد بھی دنگ رہ جائیں۔ موسیقی اور سنگیت میں بھی ایسی مہارت ہے کہ بڑے بڑے فنکار ان کے آگے عاجز ہیں۔ دوہرہ اور کبت میں بھی بڑا دخل ہے۔ شعر پڑھنے کا انداز بھی خوب ہے۔ مرزا صائب چند سال قبل گویا آپ ہی کے حق میں فرما گئے ہیں ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا
کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را[۱]

راقم جب حیدر آباد گیا تھا تو عزلت سے ربط پیدا کیا تھا۔ چنانچہ ہر روز بلا ناغہ ان کی خدمت میں جاتا تھا اور وہ بھی اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے تھے۔ راقم نے ایک سوال نواب صلابت جنگ بہادر کے دستخط سے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ آجکل سلسلہ مراسلت دونوں جانب سے جاری ہے۔ ان کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

[۱] عزلت سے فائدہ اٹھانا کہا ہے۔ صائب کی مراد عزلت شاعر سے نہیں۔

کلیات میں سب ملا کر چودہ ہزار اشعار ہوں گے۔ ان کا کلیات ریختہ جس میں دو ہزار اشعار ہوں گے مع ساقی نامہ جو دہند کے ساقی نامہ کے جواب میں ہے، اور رباعیات، بارہ ماسہ، پہیلی، کبت، دوہا، جھولنا (جس میں نرگس تخلص کرتے ہیں) دیکھنے میں آیا۔ ساقی نامہ جس میں آخر ۳ شعر ہیں ایک روز میں کہا اور "بیان ظہور" تاریخی نام رکھا۔ (۸۰ اشعر)

۱۱۷۔ عاجز۔ عارف الدین خاں۔ سخنوری کے پہلوان، اور معنی پروری کے رستم۔ بڑے شیریں مقام اور رنگیں خیال۔ زبردست شاعر ہیں اور صاحب قدرت معانی آفریں ہیں۔ سخت سے سخت زمین پیدا کر کے اشعار کہتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ ایک دن حیدرآباد میں راقم سے ملاقات ہوئی۔ یہ پہلی ملاقات تھی، اپنے بہت سے اشعار سنائے۔ میں نے کہا "غالبیت" کے باوجود تخلص میں عجز کیوں؟ کاش کہ غالب ہوتا۔ فرمایا کہ انکسار کے ظلمات میں غلبیت کا آب حیات موجود ہے اور صائب کا ایک شعر پڑھا۔

ان کے اشعار فارسی اور ریختہ ان کی بے پروائی کے باعث تلف ہو گئے۔ لوگوں نے جوان کی زبانی سنے لکھ لئے وہی باقی رہے۔ ان کو اپنے اشعار کے مسودہ کی تحریر کا خیال نہیں۔ لوگوں کو اپنے اشعار زبانی سناتے ہیں۔ حقیقت میں اپنے وقت کے مرزا بیدل ہیں۔ جھولنا، گیت، اشلوک اور دیگر نئی بحروں میں ریختہ گوئی کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ "جو مل جاتا ہے لکھتا ہوں" دکن میں کوئی ایسا نہیں جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ اس دیار کے شعرا ان کے آگے عجز بیانی کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ مورخ نے بدل لکھی ہیں۔ قصہ لعل وگوہر پانسو اشعار پر مشتمل دیکھا۔ خوب لکھا ہے۔ ان کا دیوان ریختہ جس میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک ہزار شعر سے کچھ زیادہ ہوں گے، دیکھا۔ (۲۳۲ شعر)

۱۱۸۔ عاصی ۔ نور محمد۔ برہان پوری۔ طبع موزوں اور ذہن پختہ رکھتے ہیں۔ فارسی بھی اچھا کہتے ہیں۔ غزل گوئی سے خوش ہوتے ہیں۔ ریختہ کم کہتے ہیں۔ راقم سے دوستی ہے۔ دو ایک بار غریب خانہ پر تشریف لائے۔ آجکل نواب نظام الدولہ بہادر کے لشکر میں رہتے ہیں۔ ان کے اشعار سنیاب نہ ہو سکے۔ فتح علی خاں کے تذکرہ سے لئے گئے۔ (۴ شعر)

۱۱۹۔ عاشق ۔ مرزا اشور بیگ۔ شاہ سامی کے شاگرد تھے۔ اشعار ریختہ خوب ہوتے ہیں۔ راقم سے خلوص ہے۔ کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے (ان کے ایک شعر پر مؤلف نے اصلاح بھی دی ہے۔) (۴ شعر)

۱۲۰۔ عشق ۔ مرزا جمال اللہ ابن محمد داؤد۔ طبع موزوں، کہتے ہیں۔ اور لڑکپن ہی سے شعر کہتے ہیں۔ پہلے اصلاح شاہ سامی سے لیتے تھے اور احسن تخلص کرتے تھے۔ آجکل حیدر آباد جا کر سید عبد الولی عزلت کی شاگردی اختیار کر لی ہے اور اپنا تخلص عشق رکھا۔ اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں اور اپنے اشعار سناتے ہیں۔ (۱۱ شعر)

۱۲۱۔ غریب ۔ محمد امان اللہ۔ عجیب و غریب شاعر ہیں۔ زبان میں لکنت ہے۔ اس لئے الکن بھی تخلص کرتے ہیں۔ بیشک الکن بڑے گویا تھے اور مضامین تازہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ (۵ شعر)

۱۲۲۔ غلام ۔ سید غلام۔ اللہ کے مقبول بندوں میں ہیں۔ بڑی آزادی اور وارستگی سے دن گزارتے ہیں اور اپنے کو آبرو کا بھانجا بتاتے ہیں۔ مزاج تصوف سے از حد آشنا ہے۔ ان کے اکثر اشعار، بلکہ سب کے سب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

راقم کی فہم سے باہر ہیں۔ آبرو، صادق، مبارک، بلے ہمتا اور غلام ہر مقطع میں اعزاز لاتے ہیں اور ہر بحر میں کہتے ہیں۔ ولادت ۱۱۲۴ھ میں ہوئی۔ راقم سے ربط خاص ہے۔ (۳ شعر)

۱۲۳۔ فغاں۔ اشرف علی خاں۔ احمد شاہ بادشاہ کے امرائے دربار سے تھے۔ اپنی لطیفہ گوئی اور ظرافت سے دلوں کو بہلاتے تھے۔ فارسی میں قزلباش امید سے اصلاح لیتے تھے۔ (۱۰ شعر)

۱۲۴۔ فضلی۔ شاہ فضلی۔ اپنے عہد کے اکابر میں تھے۔ اور ہمسروں سے سبقت لے جاتے تھے۔ طرز ایہام میں بہت سے اشعار کہے۔ (۷ شعر)

۱۲۵۔ فدا۔ ان کے حالات نہ ملے۔ فتح علی خاں نے ایک قطعہ لکھا ہے۔ (۲ شعر)

۱۲۶۔ فخری۔ ان کے حالات معلوم نہیں۔ میر تقی نے ایک شعر لکھا ہے۔ (۱ شعر)

۱۲۷۔ فدوی۔ خوش بیان اور رنگیں بیان ہیں۔ (۳ شعر)

۱۲۸۔ فقیر۔ میر ہاشم۔ بڑے خاندانی اور شاہ سامی کے یاروں میں ہیں۔ راقم سے ربط خاص رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی فقیر خانہ پر بھی تشریف لاتے ہیں۔ (۱ شعر)

۱۲۹۔ قائم۔ محمد قائم۔ ذہن سلیم اور فکر مستقیم رکھتے ہیں۔ ان کے آبدار اشعار میں لطافت ہوتی ہے اور افکار میں ملاحت۔ (۲۵ شعر)

۱۳۰۔ قدرت۔ میر قدرت اللہ شاہجہاں پوری۔ قدرت سخن گوئی ان اشعار سے جو میر اور گردیزی کے تذکروں میں ہیں ظاہر ہوتی ہے۔ (۱ شعر)

۱۳۱۔ قدرت۔ میر اور گردیزی کے تذکرہ میں ایک شعر ہے اس سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قدر معلوم ہوتی ہے۔ (۱ شعر)

۱۳۲۔ قاسم۔ شاہ قاسم۔ مضامین صاف اور شستہ کی تلاش رہتی ہے اور اشعار بڑی حلاوت کے ساتھ کہتے ہیں۔ راقم سے حیدرآباد میں سرسری ملاقات ہوئی تھی۔ بہت عزیز انسان نظر آئے۔ خدا سلامت رکھے (۱۸ شعر)

۱۳۳۔ قاسم۔ حالات معلوم نہیں۔ میر تقی نے ایک شعر لکھا ہے۔ (۱ شعر)

۱۳۴۔ قادری۔ ان کے احوال اور اشعار فقیر تک نہ پہنچے۔ گردیزی کے تذکرہ میں ایک شعر ہے۔ (۱ شعر)

۱۳۵۔ قربان۔ میرزا عزت بخش۔ قابل جوان۔ فارسی میں سخندان تخلص ہے۔ خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) جائے پیدائش ہے۔ آجکل قلعہ فیروزگڈھ میں رہتے ہیں۔ (۲ شعر)

۱۳۶۔ قمر۔ میرزا رضا بیگ۔ خجستہ بنیاد کے شاعر ہیں۔ فکر تیز اور طبیعت رسا ہے۔ میرزا (جانجاناں؟) کے فیض یافتہ ہیں۔ اور یقین کا تتبع کرتے ہیں۔ شعر صاف اور شستہ کہتے ہیں۔ راقم سے ارتباط ہے۔ (۹ شعر)

۱۳۷۔ کمترین۔ میاں کمترین۔ معانی رنگین اور خیالات متین کے طالب ہیں۔ اشعار آبدار ہوتے ہیں۔ طبیعت گہربار ہے۔ ایہام گو ہیں۔ (۵ شعر)

۱۳۸۔ کلیم۔ محمد حسین۔ طور سخن کے کلیم، باغ معانی کے بلبل ہزار داستاں بڑے سحر نگار ہیں۔ (۶۵ شعر)

۱۳۹۔ کافر۔ میر علی تقی۔ نئے طرز کے شاعر ہیں۔ کافر تخلص۔ اگرچہ سیادت سے سرفراز ہیں مگر عاجزی سے صف آخر میں بیٹھتے ہیں۔ نکات الشعرا سے معلوم ہوا کہ جب شعر میں تخلص لاتے ہیں تو کافر ٹہکا کہتے ہیں۔ (۳ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri.

۱۴۰۔ کامیاب۔ میر اولاد محمد۔ حضرت میر غلام علی آزاد کے بھتیجا ہیں۔ نکتہ یاب اور معنی یاب شاعر ہیں۔ نازک خیال اور شیریں مقال۔ اشعار ہیں مضامین رنگین اور معانی شیریں ہوتے ہیں۔ روشن بیان اور سخندان۔ کلام کی خوبی کو خوب سمجھتے ہیں۔ الفاظ کی صحت اور زبان کی آراستگی میں بڑے کوشاں رہتے ہیں۔ سب میں گھل مل جاتے ہیں۔ اور سب کے دل میں جگہ پاتے ہیں۔ فقیر سے بڑا اخلاص رکھتے ہیں۔ اور شفقت دلی فرماتے ہیں۔ راقم نے ایسا رنگین مزاج اور سخن فہم کسی کو نہیں دیکھا۔ خدا ہمیشہ خرم اور سلامت رکھے اور زمانۂ فتنہ ساز کے مکروہات سے بچائے۔ اور اعلیٰ مرتبہ کو پہنچائے۔ ان کی جتنی بھی تعریف کریں کم ہے اور توصیف میں جتنا بھی لکھیں حقیر ہے...... ریختہ تفنن طبع کے طور پر کہتے ہیں۔ فکر رسا سے مضامین نازک پیدا کرتے ہیں۔ آجکل فارسی میں فکر کرتے ہیں اور آہوان معانی کا شکار کرتے ہیں۔ کامیاب تخلص جو بعض بحروں میں موزوں نہیں ہوتا ہے اس کو آجکل بدل کر ذکا تخلص کرتے ہیں۔ (۱۱ اشعر)

۱۴۱۔ کمال۔ اور بند شاعر اور دل پسند خیالات کے موجد ہیں۔ ان کا دیوان مطالعہ کیا۔ انتخاب کی فرصت نہ ملی۔ ہر طرح کا کلام ہے اور ریختہ میں عجیب و غریب زمینیں نکالتے ہیں۔ اگرچہ ان کے احوال پورے طور پر معلوم نہ ہو سکے اور نہ ان سے ملاقات ہی ہو سکی۔ پھر بھی ان کے کلام سے مرتبۂ کمال ظاہر ہے اور ان کے اشعار سے کلام متین کا رتبہ ہویدا ہے۔ (۱۰ اشعر)

۱۴۲۔ کمتر۔ میرزا مغل۔ اشعار رنگین بہت ہیں اور اپنے کو شاہ سراج الدین کا شاگرد کہتے ہیں۔ اشعار رنگین اور معنی شیریں ہوتا ہے۔ (۴ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۴۳۔ کلاں ۔ میر کلاں۔ حاجی میر اکبر تمال کے شاگرد ہیں۔ ریختہ کے نو مشق شاعر ہیں۔ بہت عزیز آدمی ہیں۔ خوش خلق، خوش مذاق، صوری اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہیں۔ کبھی کبھی غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ (۲ شعر)

۱۴۴۔ گرامی ۔ میرزا گرامی۔ میرزا عبدالغنی قبول کشمیری کے بیٹے اور شاگرد۔ فارسی کے نامی شاعر ہیں۔ کلام میں معانی تازہ ہوتے ہیں۔ اور خیالات نازک۔ شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ ان کے فارسی اشعار مشہور ہیں۔ سنہ ۱۱۵۶ھ میں انتقال ہوا۔ تاریخ یہ ہے۔

"رندے عجیبے ازیں جہاں رفت"

ان کے ریختہ کے اشعار سننے میں نہیں آئے۔ میر تقی نے لکھا ہے کہ جب گرامی نے دیکھا کہ ریختہ کی گرم بازاری ہے تو خود بھی ریختہ کہا۔ (۱ شعر)

۱۴۵۔ گھاسی ۔ میر گھاسی شاہجہاں آبادی۔ ان کے اشعار ہر دو تذکرہ (میر و گردیزی) میں بجز ایک شعر کے راقم کو نہ ملا۔ (۱ شعر)

۱۴۶۔ گہن ۔ میر بدرالدین پسر شاہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ اور میر ہاشم حقیر کے حقیقی بھائی۔ ریختہ میں اشعار کہتے ہیں اور طبع رسا سے اچھے مضامین پیدا کرتے ہیں اور شاہ ساہی سے اصلاح لیتے ہیں۔ قمر لودھیانا کے تقابل سے گہن تخلص کرتے ہیں۔ کبھی اچھی کہتے ہیں۔ خوب آدمی ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔ (۴ شعر)

۱۴۷۔ لسان ۔ میر کلیم اللہ حسین اور شیریں گفتار جوان تھے۔ کچھ دنوں تک نسخ علی خاں مؤلف تذکرہ ریختہ گویاں کے ساتھ رہے اور ریختہ بڑی حلاوت سے کہتے تھے۔ (۵ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۱۴۸۔ لطفی۔ ان کے احوال معلوم نہیں۔ کلام پر لطف ہوتا ہے۔ (۲ شعر)

۱۴۹۔ لالہ۔ لالہ سرو بنجی رائے طبع موزوں رکھتے ہیں اور غزل گوئی میں وقت صرف کرتے ہیں (فارسی) تفنن کے طور پر ریختہ بھی کہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے راقم سے دوستی ہو گئی ہے۔ (۲ شعر)

۱۵۰۔ محمد شاہ بادشاہ۔ بہت رنگین مزاج اور لطیفہ سنج تھے۔ ان کا حسب اور نسب آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اگر پورے احوال لکھے جائیں تو دفتر ہو جائے۔ بادشاہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۲۹ھ[1] میں تخت شاہی پر بیٹھے اور ۲۸ ربیع الآخر شب جمعہ ۱۱۶۱ھ کو رحلت فرما گئے۔ اور حضرت نظام الدین اولیا کے پائیں میں اسی حلقہ درگاہ میں مدفون ہوئے۔ چونکہ محمد شاہ بادشاہ، ان کے وزیر اور نواب آصف جاہ تینوں ایک سال میں فوت ہوئے حضرت قبلہ مدظلہ العالی (آزاد بلگرامی) نے تاریخ وفات کہی ہے

گشت تاریخ چوں کشیدم آہ

موت شاہ و وزیر و آصف جاہ (۸ شعر)

۱۵۱۔ مظہر۔ میرزا جانِ جاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خمخانۂ معانی کے بادہ نوش اور ساغر سخندانی کے جرعہ کش۔ راقم مناسب سمجھتا ہے کہ آپ کے احوال جو حضرت آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں اُسی کو تفصیل سے لکھ دوں۔

" میرزا مظہر جان جاں سلمہ اللہ مظہر فیض الٰہی ہیں۔ فقر و فنا میں غرق اور توکل و استغنا میں مست۔ آپ کے والد کا نام میرزا جان تھا۔

---

[1] صحیح سال ۱۱۳۱ھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اسی سے ان کے نام کی توجیہہ معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر نام اور تخلص مولانائے رومؔی کا عطیہ ہے کہ پانسو سال پہلے مثنوی کے دفتر ششم میں لکھ گئے ہیں ؎

جان اوّل مظہر درگاہ شد ٭ جانِ جاں خود مظہرِ اللہ شد

لیکن لوگوں کی زبان پر ان کا نام جانجاناں مشہور ہے۔ یہ نام بھی بلند معنی رکھتا ہے۔ فقیر (آزاد) کو ملاقات کا شرف نہیں ہے، مگر خلوص غائبانہ ہے۔ اور ہمیشہ خطوط آتے جاتے رہتے ہیں۔ میرزا سخنوری، فقر اور فضیلت میں کمال رکھتے ہیں۔ شاعری میں طرز تازہ رکھتے ہیں معنی پروری اور خیال آرائی میں یکتا ہیں۔ ان کے کلام کی شعلہ نوائی خرمن دل کو جلا دینے والی اور ان کے اشعار کی شوخی انجمن کو رونق بخشنے والی۔ فقیر (آزاد) نے تذکرہ کی تالیف کے دوران آپ سے حالات طلب کئے۔ میرزا نے اپنا ترجمہ اور کلام ہدیۂ دوستان کے طور پر ارسال کیا وہ اس طرح ہے ۔۔

" فقیر جانِ جاں مظہر تخلص پسر میرزا جان۔ تخلص جانی۔ نسب علوی، مولد ہندی، مذہب حنفی، مشرب نقشبندی رکھتا ہے۔ بارہویں صدی کے عشرۂ اولیٰ میں ولادت ہوئی۔ ظاہری نشو و نما اکبر آباد میں ہوئی۔ اور تربیت باطنی شاہجہان آباد میں۔ سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے محمد بن حنیفہ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہ تک منتہی ہوتا ہے۔ جد اعلیٰ امیر کمال الدین نویں صدی ہجری کے اوائل میں ملک طائف سے ترکستان چلے آئے اور وہاں کے بعض بادشاہوں کی خدمت میں عمر گذاری۔ بہت اولادیں ہوئیں ان میں سے امیر مجنوں اور امیر بابا ہمایوں بادشاہ کے فتح ہند کے زمانہ میں ہندوستان چلے آئے۔ اس کے بعد سلاطین گورگانیہ کی خدمت اور رفاقت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اس خاندان کے افراد کا شعار رہا۔ میرزا جان نے جو چھٹی پشت میں امیر بابا سے اور بارہویں پشت میں امیر کمال الدین سے نسبت رکھتے ہیں عالمگیر بادشاہ کے عہد میں ترک دنیا کیا اور اس خاکسار نے عہد طفولیت ہی سے مال وجاہ کی کبھی پروا نہ کی۔ علوم ضروری کی تحصیل کے بعد کاملین طریقت کے دامن سے وابستگی رکھی اِس لئے کہ دوسرے جہاں کی حقیقت کھل جائے۔ ایسے کاملین کے در پر بیٹھے ہیں، اس لئے دماغ بے نیاز ہے اور اسباب دنیوی کی طرف طبیعت راغب نہیں۔ سب سے کنارہ کشی کر کے ذلیلوں کے دستر خوان کی روٹی پر کبھی نظر نہیں رکھی۔ ایک خرقۂ قناعت میں زندگی بسر کر دی۔ ضمیر میں چونکہ عشق کا شور ہے کبھی کبھی آہ و نالہ کے لئے لب کھل جاتے ہیں اور چونکہ یہ نالے موزوں ہوتے ہیں احباب ان کو اشعار سمجھتے ہیں، ورنہ اپنی نظر میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ بزرگوں کی نظر عنایت پائی ہے اور حسن قبول ملا ہے۔ خدا خاتمہ بخیر کرے۔"

راقم تذکرہ ہٰذا (یعنی صاحب) کہتا ہے کہ میرزا کی ذات غنیمت ہے۔ خدا ان کو تادیر قائم رکھے۔ ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ ان کے فضل کا کمال کلام یقین سے ظاہر ہوتا ہے جو ان کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ اور ان کے اقتدار کا رتبہ کلام دردمند سے ہویدا ہے، جو ان کے فیض صحبت سے بہرہ یاب ہیں۔ ان کے فارسی اشعار بہت درخشاں اور آبدار ہوتے ہیں۔ (۳۹ شعر)

۱۵۲ ۔ مضمون ۔ شیخ شرف الدین۔ زود گو اور معنی پرور شاعر ہیں۔ ان کے اشعار بات سے بھی زیادہ مشہور ہیں اور کلام شکریں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خاص مزا ہے۔ مظہر اور آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی فکر سخن بھی کرتے تھے۔
خوئکم گوئی کے بارے میں کہتے ہیں ؎

درد دل سے جس طرح بیمار اٹھتا ہے کراہ
اس طرح اِک شعر مضموں بھی کہے ہے گاہ گاہ

فتح علی خاں اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ باوجود ضعیفی اور پیری کے بڑے گرم جوش اور ربط وضبط رکھنے والے ہیں۔ جب ان کے دانت نزلہ کی وجہ سے گر گئے تو آرزو مزاح سے ان کو "شاعر بے دانہ" کہتے تھے۔ فقط۔

ان کے دیوان میں مختلف قسم کے اشعار قریب تین سو اشعار دیکھنے میں آئے۔ ان کے اشعار سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔ خود کہتے ہیں ؎

لب شیریں سے دے مضموں کو میٹھا ۔۔ کہ ہے فرزند وہ گنج شکر کا

ایک جگہ اور کہتے ہیں ؎

کریں کیوں نہ شکر لبوں کو مرید ۔۔ کہ دادا ہمارا ہے بابا[1] فرید

دیوان مضمون سے اشعار منتخب کیے گئے۔ (۶۰ شعر)

۱۵۳۔ میر۔ میر محمد تقی اکبر آبادی۔ بڑے سخنور اور معنی پرور۔ ان کے اشعار سے ان کے کمالات ظاہر ہوتے ہیں۔ قلم سے مضامین رنگین اور فکر رسا سے اشعار نمکین کہتے ہیں۔ نازک خیالی میں شعرا کے سرخیل۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا ان کے کمال کی شہادت دیتا ہے۔ (۲۵۲ شعر)

---

[1] مطبوعہ نسخہ میں ترکیب الٹا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۵۴۔ میرؔ۔ محمد میر[1]۔ شیریں گفتار شاعر ہیں۔ کلام میں حلاوت ہوتی ہے۔ (اشعر)

۱۵۵۔ معزؔ۔ میرزا معزالدین۔ خطاب موسوی خاں۔ فارسی کے زبردست شاعر تھے۔ راقم ان کا ترجمہ سرو آزاد سے بجنسہٖ نقل کرتا ہے۔

"موسوی خاں مرزا معزالدین محمد قم کے ممتاز سادات میں اور امام ہفتم کی اولاد میں تھے۔ میر محمد زماں مشہدی جو مشہد کے سر برآوردہ علما میں تھے ان کے نانا تھے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی کسب علوم میں لگ گئے اور ابتدائی کتابیں وطن ہی میں پڑھیں۔ جوانی میں اپنے والد میرزا فخر ... کے ساتھ صفاہان چلے آئے اور دس سال تک آقا حسین خاں ساری کے تلمذ میں رہے۔ علوم عقلی ونقلی حاصل کر کے کمال پیدا کیا اور سنہ ۱۰۸۲ھ میں ہندوستان وارد ہوئے۔ خلد مکان (اورنگ زیب) نے ان کی قابلیت علمی کی بنا پر توجہ کی اور شاہ نواز خاں صفوی کی لڑکی سے رشتۂ مناکحت کرا کے اپنا ساڑھو بنا لیا۔ پہلے عظیم آباد کی دیوانی ملی، لیکن بزرگ امید خاں ناظم جو اپنی خاندانی وجاہت کی وجہ سے خود ہی مغرور تھا اور یہ خود ٹھیرے بادشاہ کے ہم زلف اور فضل کمال میں بھی ہیٹے نہ تھے، دونوں میں ان بن ہو گئی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ملی تو اپنے پاس بلوایا۔ اور سنہ ۱۰۹۹ھ میں موسوی خاں کے خطاب سے سرفراز کیا اور دیوانی تن پر مامور کیا اور ایک سال کے بعد پورے دکن کی دیوانی سپرد کی۔ میر موصوف کی ولادت سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۱۰۱ھ

---

[1] تخلص سے قبل میرؔ تخلص تھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں دکن میں ہوئی۔ راقم نے تاریخ رحلت کہی ہے

موسوی خاں یگانۂ عالم ؛ رخت ہستی بہ سوئے عقبیٰ برد
سال فوتش ز ہاتف غیبی ؛ شد ندا "آں معز فطرت مرد"
(۱۱۰۱ھ)

پہلے فطرت تخلص تھا اس کے بعد موسوی رکھا۔ اور خطاب "خانی" بھی تخلص میں داخل کیا۔ دیوان فارسی مروج ہے۔ ان کا ایک شعر میر تقی نے لکھا ہے۔ لطافت سے خالی نہیں۔ (۱ شعر)

۱۵۶۔ مخلص ۔ رائے آنند رام۔ اشعار خوب کہتے تھے۔ ایک مدت تک نواب اعتماد الدولہ کے وکیل رہے۔ اصلاح سخن میرزا بیدل اور آرزو سے لیتے رہے۔ اشعار فارسی جن میں بڑی حلاوت ہے، لوگوں کی زبان زد ہیں۔ راقم نے ان کے اشعار فارسی کے چند اوراق دیکھے تھے سچی بات یہ ہے کہ مضمون میں بڑی تلاش دکھائی دیتی ہے اور الفاظ شستہ استعمال کئے ہیں۔ (۳ شعر) (۳۲ شعر)

۱۵۷۔ محسن ۔ میر محمد محسن [۱] ۔ میر محمد تقی کے بھتیجا اور شاگرد بھی ہیں۔

۱۵۸۔ میران ۔ میر میران پسر نواب علی مردان ۔ ان کا خطاب سید نوازش خاں تھا۔ ان کی طبع معانی اس فکر سخن پر اکثر آمادہ ہوتی تھی۔ میر تقی لکھتے ہیں کہ تخلص "بھید" تھا۔ مگر فتح علی خاں میران تخلص لکھتے ہیں۔ ظاہرا میر کو سید عبد الولی عزلت سے میر نوازش خاں بھید کے متعلق واقفیت ہوئی۔

---

[۱] حاشیہ پر محسن۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آخرالذکر اس تذکرہ کی تالیف کے وقت تک اورنگ آباد میں قیام پذیر ہیں، اور جن کا ترجمہ حرف "ب" کے تحت لکھا جا چکا، اِس لئے غلط فہمی سے انہوں نے ان کا تخلص بھی بھید لکھ دیا۔ واللہ اعلم۔ ان کے احوال فقیر کو پورے طور پر معلوم نہیں۔ (۲ شعر)

۱۵۹- موزوں۔ نواب ذوالفقار الدولہ خواجم قلی خاں۔ طبع موزوں رکھتے تھے اور کچھ دنوں برہان پور کی نظامت پر مامور تھے۔ فارسی اشعار خوب کہتے تھے۔ ان کی غزلیں جو نظام الدولہ شہید کی غزلوں کے جواب میں کہیں وہ نظر سے گذریں۔ محاورہ درست ہے۔ ریختہ کے اشعار میں سے بجز ایک شعر کے نہ ملا۔ ایک شعر اور دونوں تذکرے میں ملے۔ (۲ شعر)

۱۶۰- موزوں۔ میر رحم علی۔ ہند کے شعرا میں ہیں۔ ریختہ گوئی میں خوش بیان ہیں۔ (۲ شعر)

۱۶۱- موزوں۔ رام نرائن۔ شاہجہاں آبادی۔ ان کے احوال اور اشعار راقم کو ملے۔ ان کا ایک شعر سید عبدالولی عزلت کی زبانی حیدرآباد میں سُنا۔ (۱ شعر)

۱۶۲- مزمل۔ محمد مزمل۔ ممتاز شاعر ہیں اور سحر پرداز سخنور۔ فتح علی خاں لکھتے ہیں کہ میاں آبرو کے معاصر تھے۔ اور معانی تازہ کی تلاش کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اخیر عمر میں جنون ہو گیا تھا۔ نوکری اور ملازمت سے کنارہ کش ہو گئے اور شاہجہاں آباد میں گوشۂ تنہائی میں پڑے رہتے تھے۔ اس کے بعد انتقال کر گئے۔ (۱۱ شعر)

۱۶۳- مجدی۔ نور تقی۔ سید عبدالولی عزلت کے شاگرد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں تھے۔ اور معانی تازہ کی تلاش کرتے تھے۔ فوج میں داخل ہوئے اور
مرہٹہ کی جنگ میں ۱۱۷۴ھ میں شہید ہو گئے۔ راقم نے تاریخ کہی ہے
"محمد مہدی شہید شد"[۱] (۱۱ شعر)

۱۶۴۔ متین ۔ میر مہدی۔ برہان پور۔ ان کے والد میر محمد امین دربار شاہی سے منسلک تھے اور شاعر اور بیدلؔ کے شاگرد تھے متینؔ بھی جید طالب علم، خلیق، کم سخن، خوش فکر اور مضامین تازہ کے جویا ہیں اصلاح سخن شاہ سراج سے لیتے تھے۔ (۵ شعر)

۱۶۵۔ مراد ۔ میر منو۔ برہان پوری۔ ان کے والد فخر الدین نصیر آباد کے قاضی تھے، جو کچھ دن ہوئے فوت کر گئے۔ مراد آجکل نجف علی خاں کی رفاقت میں ہیں۔ گرچہ فارسی کتابوں پر دستگاہ نہیں ہے پھر بھی شعر صاف کہتے ہیں۔ (۴ شعر)

۱۶۶۔ مہربان ۔ میر عبد القادر۔ شاعر اور ہر فن سے واقف۔ رنگین خیال، فصیح زبان صاحب کمالات۔ ابتدائے عمر ہی سے ایسا معنی رس کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ایسا شیریں گفتار۔ اس تیزی ذہن کا شروع شعور سے نظر نہ آیا۔ راقم کو ان سے ربط ہے اور یہ بھی اکثر اپنے تخلص کی بنا پر اور ہم مکتب ہونے کے خیال سے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ آجکل "تذکرہ شعرائے کبیر ان" راقم کی فرمائش سے لکھ رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے احوال کی تفتیش میں کچھ وقت گزارتے ہیں۔ ان کا نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسی رضا تک پہنچتا

۱؎ تاریخ برآمد نہیں ہوتی۔ ۔۔۔ مطبوعہ ۔۔۔ ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے۔ ان کا اصلی وطن نیشاپور ہے۔ ان کے اجداد وہاں سے صوبہ اودھ کے قصبہ کنتور میں آکر بس گئے۔ قاضی محمود کنتوری جو اس علاقہ کے بڑے سادات میں اور حضرت شاہ بدیع الدین مدار کے جلیل القدر خلیفوں میں تھے اور جن کے احوال اخبار الاخیار اور لطائف اشرفی وغیرہ میں ہیں' ان کے اجداد میں تھے۔ مہربان کے والد سید شریف الدین خاں حضرت شاہ نظام الدین نگرامی دکن کے مشہور مشائخ میں تھے اور اپنی موزونیت طبع سے کبھی کبھی ایک دو شعر کہہ لیتے تھے۔ اور شرافت تخلص تھا۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۰ھ میں اورنگ آباد میں ہوئی۔ درسیہ کتابیں قریب قریب ختم کر کے بہت مختصر عرصہ میں کلام مجید حفظ کیا۔ اور شاعری میں حضرت آزاد بلگرامی کے شاگرد ہیں۔ خود کہتے ہیں ؎

سایہ گستر باد یارب بر دلِ ناشادِ ما ؛ قبلۂ ما، پیرِ ما، استادِ ما، آزادِ ما

اکثر علوم غریبہ مثلاً نجوم، جفر، تکسیر وغیرہ میں دخل ہے اور میر فخر الدین کے مرید ہیں۔ ان سے بہت فیض پایا۔ آجکل روضہ شاہ غریب کی قضا ان کے سپرد ہے اور انہی کے دفتر صدارت سے سوال تعلقہ مذکورہ جو راقم کے والد کے نام منقرر ہے دستخط شدہ ہے۔ اشعار ریختہ بہت کم کہتے ہیں۔ لیکن فارسی اور کبت زیادہ کہتے ہیں۔ ان تینوں زبانوں میں مشق سخن خوب کرتے ہیں۔ ترکی زبان بھی جانتے ہیں اور اس میں بھی کبھی کبھی شعر کہتے ہیں۔ پہلے رنگین تخلص تھا۔ ایک دن مجلس میں ایک غزل پڑھی جس کا مطلع ہے ؎

خمارم برنتابد منتِ صہبا کشیدن ہا
ذوقیش چشم یارم سرخوش بے خود چکیدن ہا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بعض دوستوں نے یہ غزل میر نور الدین حسین خاں[۱] کی زبانی جن کا تخلص رنگین تھا، سن چکے تھے سرقہ کا الزام مہربان پر لگایا۔ مہربان ان سب کو لئے ہوئے رنگین کے گھر گئے اور سرقہ سے متعلق مباحثہ ہوا۔ رنگین نے کہا کہ میں نے یہ غزل اپنے نام سے نہیں پڑھی۔ یہ جھگڑا محض تخلص کے اشتراک کے باعث ہوا۔ اس کے بعد رنگین نے ایک منظوم رقعہ مہربان کو لکھا۔ (فارسی قطعہ ۶ شعر) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب! ازراہ مہربانی رنگین تخلص سے باز آئیے اور اپنا دوسرا تخلص رکھ لیجئے۔ اس کے بعد مہربان نے اپنا تخلص رنگین ترک کر دیا۔ اور تمام پچھلی کہی ہوئی غزلوں میں جہاں جہاں رنگین تخلص تھا اس کو بدل کر مہربان تخلص شامل کرنے میں بڑی زحمت اٹھائی۔ میر صاحب آزاد نے ازراہ مہربانی مہربان تخلص عطا کیا تھا۔ جن بحروں میں مہربان تخلص منظوم نہیں ہو سکتا تھا اس میں تخلص ایثار رکھا۔ ان کا کلیات نظم و نثر قریب تیس ہزار بیت پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔ دیوان غزل قریب پانچ ہزار اشعار۔ وقائع کربلا قریب دس ہزار اشعار اس میں تخلص غمگین ہے۔ قصائد قریب دو ہزار بیت مناقب مرتضوی جس کا نام خلاصۃ المناقب ہے۔ قریب تیرہ ہزار اشعار۔ کبت میں تخلص سیاہی ہے اور اساتذہ کی اکثر کبت کی کتابیں پڑھی ہیں۔ (۸ شعر)

(الف) ۱۶۶ - محرم - محمد ماہ۔ خطاب محمد معظم خاں پسر نواب شجاعت خاں بہادر شہید۔ نبیرہ شاہ حضرت نظام الدین نگرامی جو دکن کے مشہور مشائخ

---

[۱] مطبوعہ نسخہ میں ضیاء الدین حسن خاں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں تھے۔ ان کے والد نواب آصف جاہ کے عہد میں پنجہزاری منصب اور خطاب شجاعت خاں بہادر اور صوبہ داری ڈاڑ (کذا) سے سرفراز ہوئے۔ اس علاقہ کی نظامت بڑی دلیری اور شجاعت سے بحال رکھی۔ آخر اس صوبہ کے دشمن "راگھو" سے جنگ میں شہید ہوئے اور فلاح ہر دو جہاں حاصل کی۔ آج کل محرم کے بڑے بھائی والد کے منصب اور خطاب سے سرفراز ہیں۔ محرم بڑے سلیقہ مند ذہین جوان ہیں اور عقل و فراست اور تمکین و متانت میں مشہور۔ تھوڑی مشق میں اچھا شعر کہنے لگے۔ اگرچہ کم کہتے مگر جو کہتے خوب کہتے۔ ریختہ اور بھی کم کہتے ہیں۔ اکثر فارسی ہی کہتے ہیں۔ اتنے احوال میر مہربان کی زبانی معلوم ہوئے۔ (۴ شعر)

۱۶۷۔ مضطر۔ شیخ احمد۔ شاعر رنگیں بیاں احمد شیریں زباں ہیں۔ اسی سرزمین میں نشوونما پائی اور تجارت پیشہ ہیں۔ کتب فارسی پر عبور ہے۔ اور استعداد حاصل کی تھی۔ مشق شعر میں مصروف ہیں۔ (۲ شعر)

۱۶۸۔ مقدس۔ محمد جان۔ حضرت شاہ برہان الدین کے روضہ میں مسکن ہے۔ مضامین کی تلاش خوب کرتے ہیں۔ پہلے ریختہ اور فارسی میں میر مہربان کے شاگرد تھے اور اپنی تیزی ذہن سے سب ہم وطنوں سے سبقت لے گئے۔ خدا ان کو مشق سخن کی توفیق عطا کرے۔ (۴ شعر)

۱۶۹۔ میرزا۔ میرزا محمد[1] بیگ۔ معنی یاب سحر پرداز اور نازک خیال سخن طراز ہیں۔ اس وقت تک اسی سرزمین خجستہ آئین میں رہتے ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سلہ محمدی دوسری نقل سے

اور اپنے رنگین اشعار سے لوگوں کو مسرور کرتے ہیں۔ (۵ شعر)

۱۷۰۔ مہر۔ مہر علی۔ خوش فکر، شیریں گفتار اور رنگین خیال شاعر ہیں۔ کمسنی ہی سے مشق سخن کرتے ہیں اور محمدی بیگ میرزا سے اصلاح لیتے ہیں۔ ایک روز اتفاقاً غریب خانہ پر تشریف لائے۔ بہت سے اشعار پڑھے اور اپنے ہاتھ سے دو تین اشعار بیاض میں لکھ دئے۔ معلوم ہوا کہ مزاج میں سنک ہے۔ (۱۱ شعر)

۱۷۱۔ مبتلا۔ الف خاں۔ صالح جوان، سپاہی وضع، فصیح زبان، بلند اندیشہ۔ فکر رسا سے معانی آفرینی کرتے ہیں۔ بڑے سعید اور شریف انسان ہیں۔ خدا نے ان کی خمیر ہی میں عجز و انکساری بخشی ہے۔ اشعار طرز نو میں معانی تازہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ آجکل مصور رائے تصویر سے غلام محمد خان انور کی وساطت سے ربط پیدا کیا ہے۔ کبھی کبھی غریب خانہ پر بھی آتے ہیں۔ خوب آدمی ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔ (۱۰ شعر)

۱۷۲۔ منصور۔ میر منصور۔ قبل ”اسیر“ کی قلعہ داری پر مامور تھے آجکل فقیری اختیار کر لی ہے اور برہان پور میں رہتے ہیں۔ افق کے خسر ہیں۔ (۲ شعر)

۱۷۳۔ میر۔ سید شاہ میر دار السرور برہان پور کے رہنے والے۔ رباعی، غزل، قطعہ بند، مرثیہ، دوہرہ، کبت اور علم موسیقی میں مہارت کلی رکھتے ہیں۔ سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آجکل ایک کتاب بنام ”برہ بچار“ تصنیف کی ہے۔ اس میں مضامین تازہ کی تلاش کی۔ (۳ شعر)[1]

---

[1] افق کا ترجمہ اس کتاب میں نہیں۔ افسق کا ہے۔ شاید یہی صحیح ہو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۱۷۴۔ مہتاب ۔ لالہ موہن لعل۔ خوب فکر سخن کرتے ہیں اور کبھی کبھی ریختہ بھی کہہ لیتے ہیں۔ (شعر)

۱۷۵۔ مشہور۔ غیر مشہور شاعر ہیں۔ (۲ شعر)

۱۷۶۔ مشتاق۔ ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی۔ (۲ شعر)

۱۷۷۔ منعم۔ محمد منعم۔ وطن برہان پور۔ ہفت قلم خوش نویس ہیں۔ فارسی میں اچھی مہارت ہے۔ اور اکثر غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں (۲ شعر)

۱۷۸۔ محمود۔ (۳ شعر)

۱۷۹۔ ملک۔ (۱ شعر)

۱۸۰۔ مقصود۔ میر مقصود علی مولودی۔ راقم سے بہت ربط ہے اور اکثر غریب خانہ پر آتے ہیں۔ نو مشق ہیں۔ (۱ شعر)

۱۸۱۔ ناجی۔ محمد شاکر۔ شاہجہانی شعرا میں ہیں۔ ان کے اشعار میں تازہ آب و رنگ اور معانی میں بڑی نزاکت ہے۔ (۳۵ شعر)

۱۸۲۔ نثار۔ میر عبدالرسول۔ مضامین رنگین اور خیالات شیریں کے موجد ہیں۔ اکبر آباد میں نشو و نما پائی اور میر تقی میر سے اصلاح سخن لی۔ (۱۰ شعر)

۱۸۳۔ ناصر۔ نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید۔ طبع موزوں رکھتے تھے۔ ان کا فارسی دیوان قریب چھ ہزار اشعار پر مشتمل خود ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا نظر سے گذرا۔ بلند معانی کی تلاش کی ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ تصویر بھی اچھی کھینچتے تھے۔ اور کبت بڑی پختگی سے کہتے تھے۔ علم موسیقی اور سنگیت میں استاد تھے۔ اور زبان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سنسکرت سے بھی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ ان کے احوال لکھنے سے قلم قاصر ہے۔ کبھی کبھی ریختہ میں کہتے تھے، لیکن بہت کم کہا ہے۔ نواب کی شہادت قلعہ چنجی کے قریب پھلچری سے بیس کوس کے فاصلہ پر بتاریخ ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ واقع ہوئی۔ یہ حادثہ جاں گسل مشہور ہے۔ حضرت میر صاحب قبلہ مدظلہ، نے سرو آزاد میں تفصیل سے لکھا ہے۔ اور تاریخ شہادت بھی اس طرح لکھی ہے ؎

نواب عدل گستر عالی جناب رفت
فرصت نہ داد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گرے "آفتاب رفت"
۱۱۶۴ھ۔ (۴ شعر)

۱۸۴۔ نثار۔ میرزا احمد خاں۔ خطاب توارث خاں۔ بن دیانت خاں۔ بن امامت خاں مرحوم ممتاز سخنداں ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ان کا ایسا تیز فہم اور طبع رسا رکھنے والا کوئی دوسرا دیکھنے میں نہ آیا۔ اور ایسا معنی تلاش حسن خلق و دلجوئی رکھنے والا سننے میں نہ آیا۔ یہ اورنگ آباد کے امیروں میں ہیں اور مزاج میں سخن فہمی از حد ہے۔ اپنے گھر پر مراختہ (مشاعرہ) منعقد کرتے تھے۔ آجکل سلسلہ ختم ہو گیا۔ شاہ سراج کے شاگرد تھے۔ چنانچہ اپنی مثنوی میں جس میں کل ملا کر تین سو ستر اشعار سوز و گداز کے ہوں گے۔ شاہ سراج کی مثنوی "بوستان خیال" سے دو تین اشعار اکثر جگہ داخل کئے ہیں اور صاف طور پر ان کے استاذ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مجھے بیت اُستاد کی یاد تھی ❊ نہ یہ بیت تھی بلکہ فنر یاد تھی

مرے پر عجب طرح کے درد ہیں ❊ کہ سب درد اسی درد کے گرد ہیں

راقم سے ان کی ایک بار کی ملاقات ہے۔ بڑی تواضع سے پیش آئے۔ الغرض خوش محاورہ اور خوش خلق انسان ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔ (۷۲ شعر)

۱۸۵۔ نیاز۔ نیاز مند خاں پسر میر فقیر اللہ خاں۔ موزوں طبع ہیں۔ اور مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص کے شاگرد ہیں۔ (۱۰ شعر)

۱۸۶۔ ندرتؔ۔ میر نجف علی پسر میر جمال الدین علی پسر فدویت خاں بن امانت خاں مرحوم ذہن کی تیزی اور طبع کی رسائی میں یکتا۔ نواب عاجز الدین خاں عاجزؔ کے شاگرد ہیں۔ وزارت خاں نثارؔ نے ان کے ایک مصرع پر مصرع لگایا ہے ؎

کئے ہیں گوہر غلطاں نثار مصرع ندرتؔ

خجل ہے ابر نیسانی ہماری چشم گریاں سے (۲ شعر)

۱۸۷۔ نصرتی۔ دکنی شعرا میں شیریں زباں اور فصیح البیان تھے اور حاکم کرناٹک سے قریبی رشتہ تھا۔ جو کچھ کماتے اس کا نصف فقیروں کی نذر کر دیتے۔ ان کے اشعار میں اکثر مضامین تازہ رہتے ہیں۔ نت نئے مضمون پیدا کرتے ہیں۔ اگرچہ دکنی زبان کی وجہ سے الفاظ گراں معلوم ہوتے ہیں، پھر بھی لطف سے خالی نہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک فقیر شاہ میر نامی نصرتی کے پاس آیا اور کچھ سوال کیا۔ نصرتی نے کچھ رقم حوالہ کر دی۔ فقیر نے کہا کہ اپنے اشعار میں سے کوئی شعر سنائیے۔ نصرتی نے ایک شعر جو اسی دن کہا تھا سنایا۔ ؎

CC-0 Kashmir Research Institute, Digitzed by eGangotri

نہ بولا ہے نہ بولے گا کدی کو ٭ زمیں کی زلف میں بولا ندی کو

فقیر نے برجستہ جواب دیا ؎

نہیں ظاہر کیے چینی موڑے کو ٭ زمیں کی (.....) بولا ہوں کوڑے کو

نصیر کا مزاج برہم ہو گیا اور شاہ میر کو تین دن کنوئیں میں لٹکا کر سزا دی۔ (۲ شعر)

۱۸۸۔ ناطق - میر محمد ماہ۔ حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی کی اولاد میں ہیں۔ رنگین گفتار اور طوطی خوشنوائے "ہندیار" ہیں۔ بہت نمکین اور شیریں اشعار کہتے ہیں۔ (۷ شعر)

۱۸۹۔ نجات - میرزا عتیق اللہ۔ ان کا سلسلہ نسب زمانۂ سلف کے اولیا میں کسی سیدانی سے ملتا ہے۔ ان کے والد حاجی محمد ساجی۔ حج سے واپسی کے بعد روضہ شاہ برہان الدین غریب میں سکونت کی اور کچھ دنوں خلد مکان کے مقبرہ کے پاس دعاگوئی میں اور پھر درگاہ شاہ جلال الدین گنج رواں کی تولیت میں زندگی بسر کی۔ علم کی تحصیل کے لئے سفر کیا۔ کچھ دنوں تک بندر سورت میں پھر احمد آباد گجرات میں تعلیم حاصل کی۔ درسی کتابیں اکثر پڑھیں۔ کچھ دنوں خواجہ نعمت اللہ خاں اور جنید بیگ کی رفاقت میں رہے۔ آخر میں حضرت شاہ یٰسین نذباری سے بیعت ہوئے۔ لباس فقر میں رہ کر دولت دوجہاں حاصل کی۔ ار شوال ۱۱۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ دیوان فارسی مرتب کیا۔ اس میں کلام مغلق ہے اور بڑی خود تراشی ہے۔ ریختہ میں بھی کہتے تھے۔ ان کی وفات کی تاریخ میر اولاد محمد کامیاب نے کہی ؎

"نجات یافت زدام زمانۂ صیاد"

راقم نے بھی تاریخ کہی "نجات یافتہ زہے بیدو خانمان" (۸ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۹۰۔ نادر۔ شیخ نورالدین علم بھاکا اور زبان فارسی میں ممتاز زمانہ ہیں
راقم سے بڑی گرم جوشی سے ملتے ہیں۔ طبیعت موزوں ہے۔ شعر بھی کہتے ہیں لیکن ریختہ کم کہتے ہیں۔ (اشعر)

۱۹۱۔ نیاز۔ محمد علی۔ مہذب اور صاف تقریر انسان۔ حیدر آباد میں رہتے
اور راقم سے ارتباط رکھتے تھے۔ اکثر غریب خانہ پر آتے تھے۔ (اشعر)

۱۹۲۔ ولی۔ شاعر بلند اقتدار اور سخن سنج شیریں گفتار۔ اپنے زمانہ میں
ریختہ کو درجہ کمال تک پہنچایا۔ اس ملی جلی زبان کی بڑی گرم بازاری رہی۔ گرچہ اگلے
زمانہ میں اس علاقہ کے شاعروں نے ریختہ میں اشعار کہے ہیں مگر ایسا صاحب دیوان تھا
اور فصاحت کے ساتھ کوئی نہ ہوا۔ اگلے شعرا طوطی شکر مقال تو تھے مگر ایسا بلبل
ہزار داستان سننے میں نہ آیا۔ نازک خیالی اور خوش مقالی کے ملک کے بادشاہ ہیں۔
خود کہتے ہیں ؎

اس شعر کی یہ طرح نکالا ہے اے ولی ؛ یہ اختراع دیکھ رہے دل میں سب محب

اور یہ بھی کہا ؎

دکھنی زبان میں شعر سب لوگاں کہیں ہیں اے ولی
لیکن نہیں بولا ہے کوئی ایک شعر خوش ترزبیں نمط

ان کی پیدائش اورنگ آباد میں ہوئی۔ چونکہ زیادہ تر درگاہ حضرت شاہ وجیہہ الدین
واقع گجرات میں رہ کر تعلیم حاصل کی اور گدھ کے متصل نیلی گنبد میں مدفون ہوئے۔
اس لئے لوگوں نے غلطی سے ان کو گجراتی منسوب کر دیا۔ تیرہ اشعار کا ایک قصیدہ گجرات
کے اشتیاق میں ان کے دیوان میں دیکھا۔ ابتدا یہ ہے ؎

گجرات کے فراق سے ہے خار خار دل

لوگ کہتے ہیں کہ دو دفعہ آئے تھے اور کچھ دنوں قیام کیا تھا۔ اور قصیدہ بھی لکھا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بندر سورت کی تعریف میں ایک مثنوی قریب ایک سو اشعار کی دیکھی۔ اس میں لکھتے ہیں سے

بھری ہے سیرت و صورت سے سورت
ہر اک صورت ہے واں انمول مورت

ایک معتبر شخص نے نقل بیان کی کہ ایک روز دکن کے ایک شاعر جن کی شہرت تمام پھیلی ہوئی ہے، دریا کے کنارے بیٹھے بادہ نوشی کر رہے تھے۔ دوسرے ارکان مجلس بھی اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق بیٹھے چاندنی رات میں محو تماشا تھے۔ یہ فقیر بھی ایک گوشہ میں تنہا کھڑا دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ یہ شاعر صاحب حالت نشہ میں اول فول بکنے لگے اور یہاں تک کہہ گئے کہ ولی ایک لونڈا کیا مہمل بکتا ہے کہ لوگ اس کی اتنی تعریف کرتے ہیں۔ میں نے ایسے ایسے معانی نازک اپنے اشعار میں دلچسپ الفاظ کے ساتھ قلمبند کئے ہیں لیکن اس کا قدرداں کون ہے؟ اگر ولی اس زمانہ میں ہوتا تو طمانچہ مار مار کر اس کا گال سیاہ کر دیتا تاکہ رنگین بیانی کا دعویٰ نہ کرتا۔ ہاں ذرا کوئی اس کا دیوان تو لے آؤ تاکہ اس کو پانی میں ڈال دیں۔ چنانچہ اس کے خادم نے حکم کے مطابق دیوان ولی لاکر دیا اور اس نے ایک ایک ورق کو دریا میں ڈال دیا۔ الغرض جب صبح ہوئی اور نشہ اترا تو اپنے خادم کو بلا کر حکم دیا کہ اپنا وہ دیوان جو خوشخط اور سنہرے جدول کا لکھا ہوا تھا لائے۔ پتہ چلا کہ کل شب کو غلطی سے وہی دیوان دریا برد ہوا اور دیوان ولی اسی طرح محفوظ رہا۔ اس کو بڑی ندامت ہوئی۔ پھر شاعری ترک کر دی اور تنہائی میں خدا کی درگاہ میں سربسجود ہو کر اپنے قصور کی معافی چاہی۔ جو لوگ اس مجلس میں تھے وہ اس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

واقعہ سے واقف ہیں۔ دروغ برگردن راوی۔ راقم نے راوی کی زبانی نقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔ ان کا کلیات جس میں دو ہزار تین سو اشعار ہوں گے نظر سے گذرا۔ اگرچہ ان کے اشعار مشہورِ عالم ہیں لیکن اس تذکرہ میں التزام کی خاطر چند اشعار انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں۔ (۷ شعر)

۱۹۳۔ وفا۔ خوش گو شاعر ہیں۔ (۱ شعر)

۱۹۴۔ واقف۔ میاں نور العین۔ اشعار میں مضامین برجستہ اور معانی شستہ ہوتے ہیں۔ فارسی اشعار حد درجہ شیریں اور ان کی رنگینی سارے عالم میں مشہور ہے۔ ان کے احوال مجمع النفائس آرزو اور عبد الحکیم حاکم کے (مردم دیدہ) تذکرہ میں مسطور ہیں۔ ریختہ میں زیادہ مشق سخن کرتے تھے۔ آجکل غزل گوئی میں سرگرم ہیں۔ راقم سے اخلاص دلی رکھتے ہیں۔ چنانچہ تذکرہ مردم دیدہ مؤلفہ شاہ عبد الحکیم حاکم میں جس میں تین ہزار سے کچھ زیادہ ہی اشعار ہوں گے۔ اپنے دستخط سے رقم کر کے راقم کو عنایت فرمایا تھا، چند اشعار جو پہلے کہے تھے اور حافظہ میں محفوظ تھے راقم کی فرمائش پر پڑھے وہ لکھے جاتے ہیں۔ (۵ شعر)

۱۹۵۔ واحد۔ میر جعفر اللہ پسر مجیب اللہ پسر میر عبد اللہ۔ سید نسب اور برگزیدہ روزگار ہیں۔ ان کے دادا خلد مکان کے عہد میں پانصدی منصب پر سرفراز تھے۔ علوئے مرتبہ اور عالی فطرتی میں یکتا تھے۔ واحد بھی آج تک پاکیزہ معاش کے ساتھ بسر کرتے ہیں اور کبھی کبھی موزونی طبع کے باعث اشعار کہتے ہیں۔ راقم سے خلوص رکھتے ہیں اور اکثر غریب خانہ پر آتے ہیں۔ ان کے اشعار میں بڑی حلاوت اور نمکینی ہوتی ہے۔ (۴ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۹۶ - ہدایت - ہدایت اللہ۔ شاہجہاں پوری سخن گوئی کا پورا مذاق رکھتے ہیں۔ اور خواجہ میر درد کے شاگرد ہیں۔ (۷ شعر)

۱۹۷ - ہادی - عبدالہادی۔ شاہ سامی کے شاگرد ہیں سخن گوئی کی قدرت نہیں رکھتے اور شاید شاہ سامی ریختہ کہکر دیتے ہیں۔ راقم سے حیدرآباد میں اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ ان سے گھریلو صحبتیں رہیں ان کے کمال کو پورے طور پر معائنہ کیا۔ چونکہ انسانی جوہر کثرت ملاقات سے ظاہر ہوتی ہے۔ بارہا ریختہ میں طرح دی گئی ان سے ایک مصرعہ بھی موزوں نہ ہوسکا۔ بہرکیف راقم سے بہت ربط رکھتے تھے۔ اس سے پہلے وہ حسین صورت بھی تھے۔ چنانچہ صورت پرست احباب ان پر فریفتہ بھی تھے۔ انکے احوال جو تذکرہ میں داخل کئے گئے محض حاجی علی اکبر رمال کی فرمائش پر۔ ورنہ راقم کو اس کا خیال تک نہ تھا۔ ان کا دیوان قریب پانچ سو اشعار کا دیکھا۔ چند اشعار شاہ سامی کی مدح میں اور چند اشعار حاجی علی اکبر رمال کی تعریف میں کہے ہیں۔ (۸ شعر)

۱۹۸ - ہوش - غلام امام الدین علی پسر خواجہ غلام مصطفےٰ پسر خواجہ رحمت اللہ پسر خواجہ کمال۔ بڑے ذہین اور نقاد ہیں۔ سخن کی تہ میں خوب پہنچتے ہیں۔ معنی یاب اور سخن سنج ہیں۔ سخن پاکیزہ سحرکار ہوتا ہے۔ اور معانی برجستہ ہوش ربا۔ حضرت خواجہ کمال ان کے پردادا بڑے صاحب کرامات تھے اور اکثر امرائے دکن ان کے آستانہ پر جبین نیاز رکھتے تھے۔ ہوش احمد نگر میں پیدا ہوئے۔ ان کی طبیعت نکتہ رس اور معنی پرور ہے۔ راقم سے محبت دلی رکھتے ہیں اور اکثر ملاقات کے لئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

غریب خانہ پر آتے ہیں۔ (۷ شعر)

۱۹۹ ۔ ہاشم ۔ شیریں بیان شاعر گذرے ہیں۔ چونکہ دستور ہے کہ عرب میں مرد عاشق اور عورت معشوق ہوتی ہے، اس لئے ان کے اکثر اشعار میں عاشق مرد ہے اور عورت سے مخاطب ہے۔ مثل لیلیٰ و سلمیٰ و سعاد۔ ایران و توران میں عاشق بھی مرد ہے اور معشوق بھی مرد۔ ان کے اشعار میں اس کی مثال بھی ملتی ہے۔ اور قصۂ ایاز و محمود اس پر دلالت کرتا ہے۔ ہندوستان میں عاشق عورت ہے اور معشوق مرد۔ چنانچہ ان کے اشعار ہندی یعنی کبت بیں اور دوہرہ وغیرہ میں اس رمز کی طرف اشارہ ہے۔ عجیب تر یہ کہ قرآن میں بھی عورت کی عاشقی مرد پر واضح ہے۔ یعنی قصۂ یوسف علیہ السلام۔ امیر خسرو کہتے ہیں ؎

خسروا در عشق بازی کم ز ہندو زن مباش

کز برائے مردہ می سوزند جانِ خویش را

اور اسی مضمون کو دوہا میں کہتے ہیں ؎

خسرو ایسی پیت کر جیسے ہندو جوئے

پوت پرائے کارنے جل جل کوئلا ہوئے

لہٰذا ہاشم بھی اپنے اشعار میں ہندی ضابطہ کے مطابق عشق کا اظہار عورت ہی کی زبان سے کرتے ہیں۔ (۲ شعر)

۲۰۰ ۔ ہاتفی ۔ (۱ شعر)

۲۰۱ ۔ یقین ۔ انعام اللہ خاں۔ ملک سخندانی کے شہنشاہ، کنعان معانی کے یوسف۔ نہ ہند میں کوئی شیریں مقال ایسا پیدا ہوا جو ان کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمسری کر سکے اور نہ دکن میں کوئی ایسا خوش تلاش آج تک ہوا جو
ان کا مقابل ہو سکے۔ کتنوں نے ان کی ہمسری کرنا چاہی مگر بالآخر ناکامی
کا منھ دیکھنا پڑا۔ کتنوں نے مقابلہ کرنا چاہا مگر عاجز آگئے۔ ان کا قلم عیسیٰ
نفس ہے اور مزاج عالی معانی نازک پیدا کرتا ہے۔ ان کے قلم کا ہر قطرہ
موتی بن جاتا ہے۔ اور ہر لفظ فرحت بخش ہوتا ہے۔ شعرا ان کے کلام
کی تضمین کرتے ہیں اور اچھے کہنے والے بھی ان کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ
رکھتے ہیں۔ اگرچہ یقین ہے کہ میرزا سودا ریختہ کی ہر صنف میں مقام
بلند رکھتے ہیں مگر یقین کی فصاحت و ملاحت کی بات ہی اور ہے۔
یقین یکتا اور یگانہ ہیں۔ زمانہ نے ایسا نکتہ رس نہ دیکھا اور فلک نے
ایسا آتش نفس نہ سنا۔ اچھے اچھے شعرا ان کے مصرعوں کو قامت
جاناں سمجھ کر دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور بیت کو معشوق کا ابرو سمجھ کر
آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ سحر پردازی کا دعویٰ
کرتے تو شاعروں کو ایمان لانا ہی پڑتا ہوگا۔ ان کی شاعری مرزا
مظہر جان جاں کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ خود بھی اکثر جگہ میرزا کو استاد کہہ کر
یاد کیا ہے۔ میرزا مظہر نے جب یقین کی شاعری کی یہ گرم بازاری دیکھی
تو ریختہ میں جتنا پہلے کہہ چکے تھے اسی پر اکتفا کی اور ریختہ گوئی ترک کردی۔
حکیم بیگ خاں ایک دن مجھ سے نقل کر رہے تھے کہ انعام اللہ یقین
کو میں نے ۱۱۶۹ھ میں دیکھا۔ بہت خوب متواضع آدمی نظر آئے۔ اپنے
بہت سے اشعار سنائے۔ افیون کا استعمال کم عمری ہی میں کر تیس سال
کی عمر بھی نہ ہوگی اس قدر کرتے تھے کہ چہرے کا سارا رنگ کہربائی ہو گیا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اکثر لوگوں نے قیاس کیا کہ اسی سنہ میں انتقال کر گئے ہوں گے۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ یوسف اپنے بھائیوں کے ستائے ہوئے ہیں، بلکہ یعقوب کے مقتول ہیں (یعنی باپ ہی نے قتل کر دیا)۔ راقم نے ان کے انتقال کی تاریخ لکھی ہے

شاعر نازک سخن و خوش خیال ٭ کرد سفر جانب ملکِ عدم
سال وفاتش خرد نکتہ سنج ٭ گفت "یقیںؔ رفت بسوئے ارم"
۱۱۶۹ھ

(اس کے بعد مؤلف نے حاکم لاہوری سے متعلق کچھ باتیں بیان کی ہیں جو اس جگہ غیر ضروری ہیں۔)

الغرض یقیںؔ کے والد اظہر الدین خان بہادر مبارک جنگ شاہجہاں آباد کے معززین میں تھے۔ یقیںؔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے سلسلہ اور نواب حمید الدین خاں مرحوم کے نواسے تھے۔ ان کے دیوان کے مطالعہ سے دل کو فرحت اور انبساط حاصل ہوتا ہے۔ غایت شہرت کی بنا پر اشعار لکھنے کی ضرورت تو نہ تھی مگر التزاماً لکھنا پڑا۔ (۴۸۳ شعر)

(۱) میر تقی نے یقیںؔ کے ایک شعر

"کیا بدن ہوگا...... ناخن معطر ہو گیا"

پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ مبتذل ہے یعنی سرقہ یا توارد ہے (دیکھو نکات الشعرا) اس پر شفیق نے لمبی بحث چھیڑ دی ہے اور یقیںؔ کی پشت پناہی میں سیکڑوں اشعار اساتذہ کے ہم معنی لکھ گئے ہیں طوالت کے خیال سے نظر انداز کر دیے گئے۔ تفصیل دیکھئے اصل کتاب چمنستان میں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

(۲) وفا کرے، خدا کرے والی غزل یقین کی بتائی گئی ہے اور یہ اطلاع دی ہے کہ گردیزی نے جو اس غزل کے دو شعر سودا کے نام لکھے ہیں وہ غلط انتساب ہے اس لیے کہ یہ سودا کا رنگ نہیں۔ واللہ اعلم۔ع ا

۲۰۲۔ **یکرنگ** ۔ مصطفیٰ خاں۔ میاں آبرو کے معاصرین میں ہیں۔ اچھے اشعار بہت کہے ہیں اور طبع عالی نے تلاش مضامین خوب کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذہن رسا رکھتے تھے اور ہر کسی سے مخلصانہ ملتے تھے۔ اخلاص کی یکرنگی تخلص ہی سے پیدا ہے اور خلق محمدی نام سے ظاہر۔ (۷۴ شعر)

۲۰۳۔ **یکرو** ۔ عبدالوہاب۔ شاعر خوشگو شاگرد میاں آبرو۔ دل آویز اور پرسوز اشعار کہے ہیں۔ (۶ شعر)

۲۰۴۔ **یکدل** ۔ میر عزت اللہ۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد کے شاعر تھے۔ ان کے احوال اور اشعار راقم کو نہ مل سکے۔ نکات الشعرا سے اشعار نقل کیے (۳ شعر)

۲۰۵۔ **یونس** ۔ ان کے حالات معلوم نہیں اور سید عبدالولی (عزلت) سے بھی حیدرآباد میں پوچھنے کا موقع نہ ملا۔ (۷ شعر)

۲۰۶۔ **یار** ۔ نواب منورالدولہ احمد یار خاں بہادر ممتاز جنگ یار تخلص ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خلف نواب شجاع الدولہ بہادر دل خاں بہادر (کذا) ناظم حیدرآباد ذہن رسا اور طبع نکتہ سنج رکھتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ بڑے حسن سلوک اور تواضع سے ملتے ہیں۔ خصوصاً راقم پر بڑی مہربانی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے خود کہا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر میں جدا ہیں ⁂ دلے معنی میں ہیں یک یار و صاحب

خدا سلامت رکھے اولاد باعطا کرے (۱۰ شعر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تعلیقات

۱۔ آرزو۔ ولادت ۱۰۹۹ھ (نزل غیب) انتقال لکھنؤ میں ہوا مگر مدفون ہوئے دہلی ہیں۔ صاحب تصانیف کثیر تھے۔ فارسی شعرا کا تذکرہ "مجمع النفائس" (۱۱۶۴ھ) لکھا۔ اردو اشعار بہت کم ملتے ہیں۔

۲۔ آبرو۔ ان کا سال وفات عموماً ۱۱۶۱ھ کہا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ صحیح تاریخ ۲۴ رجب ۱۱۴۶ھ ممکن ہے اپنے استاد آرزو سے سن میں بڑے ہوں۔

۳۔ اشتیاق۔ وفات ۱۱۵۰ھ۔ گلشن ہند میں لطف نے عجیب پر مذاق کیا ہے کہ ان کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سمجھ کر طعن و تشنیع کے تیر چلائے ہیں۔

۴۔ امید۔ وفات ۱۱۵۹ھ مگر سفینۂ خوشگو میں ۱۱۶۰ھ۔

۵۔ اسد۔ وفات ربیع الاول ۱۱۵۸ھ م ۱۵ اپریل ۱۷۴۵ء۔ اسد اللہ لقب اور عرف میر جگنو۔ وفات دہلی میں مگر مدفن اکبرآباد۔

۶۔ انجام۔ شہادت ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۵۹ھ۔

۷۔ احمدی۔ شفیق نے میر کے تتبع میں احمدی ہی لکھا ہے، مگر صحیح احمد ہے۔ اور تذکروں میں احمد ہی ہے۔

۸۔ آزاد۔ وفات ۱۱۴۸ھ (باغ معانی)۔ بعضوں نے ان کا نام فقیر اللہ آزاد لکھا ہے۔ "ہنر نہ آیا"، و الاشعر نکات اور مخزن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں مختلف ہے۔ یہ فیصلہ سردست مشکل ہے کہ صحیح نام فقیر اللہ تھا
یا محمد فاضل۔ امکان ہے کہ دونوں نام ایک ہی شخصیت کے ہوں۔

٩۔ آشنا۔ زین الدین آشنا اور آشنا (درویش) دونوں الگ
شخصیتیں ہیں۔ اقتدا احسن صاحب نے جو دونوں کو ایک سمجھا ہے غلط ہے۔

١٠۔ آوارہ۔ گردیزی نے لکھا ہے کہ ان کے چھوٹے بھائی کے لڑکے
کے خسر تھے۔

١١۔ آگاہ۔ محمد شاہی دور کے شاعر تھے۔

١٢۔ الہام۔ عبدالولی عزلت کے شاگرد تھے (گلزار ابراہیم)۔

١٣۔ احسن۔ گردیزی نے ان کو متوفی لکھا ہے۔ ١١٦٥ھ سے قبل
وفات ہوئی ہوگی۔ گلزار میں ان کی حسن پرستی کا اشارہ ہے۔

١٤۔ ایجاد۔ نام مرزا علی نقی خاں۔ خاندانی لقب نقد علی خاں، اصلی وطن
ہمدان۔ ان کے والد احمد علی خاں، لقب نقد علی خاں، شاہ سلیمان
صفوی کے وزیر کے رشتہ داروں میں تھے۔ آصف جاہ کے عہد
میں حیدرآباد کی دیوانی ملی تھی۔ علی نقی خاں ایجاد برہان پور میں پیدا
ہوئے۔ وفات ١١٨٩ھ۔

١٥۔ اشرف۔ نکات میں صرف ایک شعر ہے، نام شاعر ندارد۔

١٦۔ ارشد۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید تھے (روز روشن)

٢٣۔ بیدل۔ ولادت ١٠٥٤ھ (انتخاب) وفات ٤ر صفر ١١٣٣ھ
روز پنجشنبہ پنجے دن۔ خوشگو نے تاریخ نکالی یوم پنجشنبہ چہارم ماہ صفر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

(تحقیقی مطالعے از راقم ١٣٠) ریختہ میں سے لکھ کر وہی دو شعر منسوب ہیں۔

۲۴- بہار- آرزو کے شاگرد تھے مگر لغات کی تحقیق میں ان سے اختلاف بھی کیا ہے- بہار عجم کے مؤلف - ۱۱۸۰ھ میں وفات-

۲۵- بیرنگ- پہلے ہمرنگ تخلص کرتے تھے- یکرنگ کے شاگرد- یکدل بھی تخلص تھا (قاسم) یکرنگ کے حقیقی بھائی (قایم) مطبوعہ نسخہ میں عبارت غلط ہے- مطلب یہ ہے کہ ہمرنگ تخلص چھوڑ کر بیرنگ رکھا-

۲۷- بیدار- میر مہدی نام- مرتضیٰ قلی فراق کے شاگرد- وفات ۱۲۰۹ھ ولادت ۱۱۴۵ھ-

۲۸- بینوا- قصبہ سنام (پٹیالہ) کے باشندہ- ان کی شہرت اس مخمس کی وجہ سے ہے جو طرہ بازخاں کی ہجو میں لکھی ہے- یہ اس بلوہ سے متعلق ہے جو ایک ہندو جوہری نے ایک جوتہ فروش کو قتل کر دیا تھا- (تفصیل نکات اور مخزن میں) آبرو سے "تین چشم" ہونے والا قصہ بھی ان ہی سے منسوب ہے-

۲۹- پیام- تاریخ وفات میں اختلاف- صحیح ۲ محرم ۱۱۵۷ھ (مخلص)

۳۱- پاکباز- گلشن میں والد کا نام جمال ہے- گلزار میں بھی جمال ہی ہے اور دادا کا نام سید جلال- عزلت کے شاگرد بھی تھے- نکات اور مخزن میں نام کمال اور یہی درست ہے- گلشن عشق میں ایک دوسرے شاعر پاکباز کا بھی ترجمہ ہے اور شاہ مکھو نام لکھا ہے اور شاہ کمال کے بیٹے- دونوں شخصیتیں ایک ہی ہیں- صلاح الدین ہی کا عرف نام میاں مکھن تھا، مکھو اسی کی تحریف ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۳۲- بیان- تذکروں میں ان کے حسن صورت کی بھی تعریف کی ہے۔ وفات ۱۲۱۳ھ

۳۳- بیکل- تذکرہ بے نظیر ۱۱۷۲ھ میں مرتب کیا۔ اس میں جتنے ریختہ گو شعرا تھے ان کے حالات اردو میں منتقل کر کے راقم نے شائع کر دیئے ہیں۔ یہ میر غلام علی آزاد کے شاگرد تھے (سرو) گلزار اور تذکرہ گردیزی میں عزلت کا شاگرد بتایا ہے۔ ممکن ہے ریختہ دکھاتے ہوں۔ مسرت میں دکی کا شاگرد۔ یہ غلط۔ کریم الدین نے بھی غلط اطلاع دی ہے۔ وفات ۱۱۹۰ھ (الکاپوری)۔

۳۵- پروانہ- نام غالباً ضیا ءالدین تھا۔

۳۶- بھید- شفیق کی دانست میں میر نوازش خاں بھید اور ہیران لقب نوازش خاں پسر نواب علی مردان ؟ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ میر نے نکات میں دونوں شخصیتوں کو ایک سمجھا۔ شفیق کا بیان قابل وثوق ہے۔

۳۷- پنچھی- یہ شاہ پنچھا سے مختلف ہیں۔

۴۴- تاباں- حاتم اور حشمت کی شاگردی کا ثبوت ملتا ہے۔ سودا کی شاگردی مشتبہ ہے۔ وفات ۱۱۶۳ھ یا ۱۱۶۴ھ میں ہوئی ہوگی۔

۴۶- جگنو- تذکرہ حیدری میں جگنو۔ میر کے شاگرد تھے۔

۴۸- جعفر- فرخ سیر کے عہد میں مارے گئے۔

۴۹- حزیں- ظہور بھی تخلص تھا۔

۵۰- حاتم- وفات ۱۱۹۷ھ۔ ولادت ۱۱۱۱ھ (ظہور)۔

۵۱- حشمت- ۱۱۶۲ھ میں شہید ہوئے۔ شاگرد قبول۔ تاباں نے تاریخ شہادت ۱۱۶۱ لکھی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۵۲ - حشمت - وفات ۱۱۶۳ھ۔

۵۳ - حسن - یہ ابوالحسن وحشت ہیں۔

۵۸ - خاکسار - میر سے ان بن تھی۔ ان کا مفروضہ تذکرہ "چہل سالہ معشوقہ والا" ناپید ہے۔

۶۰ - دردمند - وفات ۱۱۷۶ھ (گلزار) ۱۱۷۳ھ (صحف)

۶۲ - درد - (۱۱۳۳ - ۱۱۹۹ھ)

۶۳ - درد - (کرم اللہ خاں) عہد عالمگیر ثانی میں شہید ہوئے۔

۶۴ - داؤد - عزلت کے شاگرد تھے۔

۶۸ - راقم - پہلے میر کے پھر سودا کے شاگرد ہوئے۔

۶۹ - رسوا - آفتاب رائے ۱۱۶۸ھ کے لگ بھگ مرے ہوں گے۔ (مخزن)

۷۰ - سودا - وفات ۱۱۹۵ھ - ولادت ۱۱۱۷، ۱۱۱۸ھ کے لگ بھگ۔

۸۰ - سعدی - یہ سعدی دکنی نہیں بلکہ سعدی کاکوروی ہیں۔ بعضوں نے سعدی شیرازی غلط سمجھ لیا۔ یہ دور اکبری کے تھے۔ ۱۰۰۲ھ میں وفات۔ نام شیخ کمال الدین مخدوم سعدی۔

۸۳ - ساماں - ۱۱۷۴ھ میں شہید ہوئے۔ آرزو کے بھی شاگرد تھے۔ (عشقی)

۸۴ - سراج - وفات ۱۱۷۷ھ - ولادت ۱۱۲۵ھ۔

۸۵ - شاعر - ولادت ۱۱۰۱ھ - وفات ۸ رشعبان ۱۱۸۵ھ - تبصرۃ الناظرین گویا اپنے عہد کا روزنامچہ لکھا ہے۔

۹۴ - صانع - عرف بسنتی میاں (مسرت)

۹۹ - ضیا - [illegible] عظیم آباد گئے [illegible] میں انتقال کیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۰۵ - عاصمی - آثمی بھی لکھا ہے اور عاصی بھی۔ غالباً ۱۱۶۲ھ کے لگ بھگ وفات ہوئی۔

۱۱۶ - عزلت - پیدائش سورت ۱۱۰۴ھ۔ ورود دہلی ۱۱۶۴ھ مرشد آباد بھی گئے۔ پھر دکن واپس جاکر ۱۱۸۹ میں انتقال کیا۔

۱۱۷ - عاجز ان کی مثنوی لعل و گوہر مشہور ہے۔

۱۲۳ - فغاں - پٹنہ آکر رہے اور یہیں سنہ ۱۱۸۶ھ میں انتقال ہوا۔ علی قلی ندیم کے شاگرد تھے۔

۱۲۹ - قائم - قیام الدین علی نام۔ ان کے مخزن نکات کی تحقیق کو خبر نہیں۔ وفات ۱۲۰۸ھ۔ ہدایت، درد اور سودا تینوں کے شاگرد تھے۔ ولادت ۱۱۳۵ھ کے لگ بھگ ہوئی ہوگی۔

۱۳۰ - قدرت - فقیر اور مظہر کے شاگرد تھے۔ مرشد آباد اور عظیم آباد میں بھی رہے۔ سنہ ۱۲ھ میں وفات ہوئی۔

۱۳۸ - کلیم - فارسی کے زبردست شاعر، اکبر کے قریبی رشتہ دار۔ تجلی دہلوی کے والد۔

۱۴۰ - کامیاب - تخلص ذکا بھی تھا۔ ولادت ۱۱۵۱ھ

۱۴۴ - گرامی - وفات ۱۱۵۶ھ "بیگمی بیر والاشعر" ان کے والد قبول سے بھی منسوب (میر حسن)

۱۵۰ - محمد شاہ - (۱۱۳۱ - ۱۱۶۱ھ) ریختہ کا شاعر ہونا مشکوک۔

۱۵۱ - مظہر - ولادت ۱۱۱۱ھ یا ۱۱۱۳ھ شہادت ۱۱۹۵ھ

۱۵۲ - مصحفی - وفات ۱۱۵۶ھ - ۵۳ - عمر ۵ - ۱۱۳۵ - ۱۲۲۵ھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۱۵۴- مہر- تخلص سوز تھا- وفات ۱۲۱۳ھ

۱۵۵- معز- موسوی اور فطرت بھی تخلص تھا- ولادت ۱۰۵۰ھ وفات ۱۱۰۱ھ-

۱۵۶- مخلص- وفات ۱۱۶۴ھ- ولادت ۱۱۱۱ھ- ریختہ کے ۳۳ شعر ملتے ہیں- (معاصرین)

۱۵۷- محسن- آرزو کی بہن کے پوتے تھے بیرؔ کے بھتیجا ہوئے اور ان ہی سے اصلاح لیتے تھے- آرزو کے وارث قرار پائے- محاکمات الشعرا ان کی تالیف آرزو و حزیں کے معارضہ سے متعلق تھی- اب نایاب ہے-

۱۵۸- میر میران- نکات میں ان کا تخلص بھید ہے- شفیق بھید اور میر میران کو دو الگ شخصیتیں سمجھتے ہیں اور یہی صحیح ہے-

۱۶۱- موزوں- نائب صوبہ دار بہار- فارسی کے شاعر اور شیخ علی حزیں کے صاحب دیوان شاگرد- وفات ۱۱۸۷ھ ریختہ دو چار شعر ملتے ہیں-

۱۶۲- مہربان- ولادت ۱۱۴۳ھ وفات ۱۲۰۴ھ- ایثار بھی تخلص تھا-

۱۸۳- ناصر- آصف جاہ کے بیٹے- ریختہ برائے نام کہتے تھے- غلام علی آزاد سے بھی مشورہ سخن تھا (شمع انجمن)-

۱۹۲- ولی- شفیق نے اورنگ آبادی لکھا ہے مگر حقیقتاً گجراتی تھے- وفات ۴ر شعبان بوقت عصر ۱۱۱۹ھ- سب سے پہلے ان کا دیوان دتاسی نے پیرس سے ۱۸۳۳ء میں شائع کیا-

۱۹۴- واقف- باشندہ بٹالہ- قاضی امانت اللہ کے بیٹے- وفات ۱۱۹۵ھ (روز روشن)

۱۹۶- ہدایت- وفات ۱۲۱۵ھ (شفق) ۱۲۱۹ھ (عمدہ)، قاسم مؤلف مجموعہ نغز ان کے شاگرد تھے-

۲۰۱- یقین- باپ کے ہاتھوں شہید ہوئے- ۱۱۶۹ھ-

۲۰۲- یکرنگ- آرزو کے شاگرد تھے-

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مؤلف کی دیگر کتابیں

1. سفینۂ ہندی ۵/
2. سفینۂ خوشگو
3. دیوانِ آمیں
4. حیرت زارِ بیدل
5. مطالعۂ شاد ۲۵
6. مطالعۂ حسرت
7. تحقیقی مطالعے
8. تنقیدی مطالعے
9. تقابلی مطالعے
10. تذکرۂ شعراء (شاد)
11. ریاض الوفاق
12. صبح گلشن ۵۰/
13. نتائج الافکار ۵۰/
14. عقدِ ثریا
15. مسرت افزا
16. تذکرۂ بے نظیر ۵۰/
17. روز روشن ۵/
18. شمعِ انجمن ۵۰/
   نگارستانِ سخن
19. گلشن و گلزار
   (گلشنِ سخن و گلزارِ ابراہیم)
20. بزمِ سخن
   (طورِ کلیم)
21. خوش معرکۂ زیبا
22. تین تذکرے
   (دیگر گردیزی، قائم)
23. چمنستانِ شعرا
24. انتخابِ کلامِ شعرائے بہار ۸۵
   (دکھا، اکبر، اثر، عطا، آرا)
25. میخانۂ تغزل
26. ساقی نامہ
27. طبقات الشعرا
   کریم الدین حصہ سوم
28. طبقات الشعرا
   کریم الدین حصہ چہارم

زیرِ طبع

29. نشترِ عشق ...
30. مجمع النفائس ...
31. گلِ رعنا ...
32. آزاد کے تذکرے ...
   (سرو، یدِ بیضا، خزانہ)
33. نذرِ غالب ...

زیرِ ترتیب

34. عمدۂ منتخبہ —
35. مجموعۂ نغز —
36. تذکرۂ شورش —
37. تذکرۂ عشقی —
38. طبقات الشعرا شوق
39. " کریم الدین حصہ اول
40. " " حصہ دوم

ملنے کا پتہ: عظیم الشان بک ڈپو سلطان گنج - پٹنہ ۶

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri